اللہ کی لاٹھی بے آواز

گناہ کرنے پر دنیا ہی میں سزا ملتی ہے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے اس کتاب میں سچے واقعات عبرت لکھے گئے ہیں ان کو پڑھئے اور عبرت لیجئے

مؤلف/

الشیخ محمد بن صالح القحطانی حفظہ اللہ

مترجم/

مولانا خلیق الرحمان قدر صاحب

اللہ کی لاٹھی بے آواز

گناہ کرنے پر دنیا ہی میں سزا ملتی ہے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے اس
کتاب میں سچے واقعات عبرت لکھے گئے ہیں ان کو پڑھئے اور عبرت لیجئے

مؤلف / الشیخ محمد بن صالح القحطانی حفظہ اللہ
مترجم / مولانا خلیق الرحمان قدر صاحب

ادارہ دعوت و تبلیغ

نام کتاب .... اللہ کی لاٹھی بے آواز
اشاعت اوّل .... ستمبر 2014ء
مؤلف .... الشیخ محمد بن صالح القحطانی حفظہ اللہ
مترجم .... مولانا خلیق الرحمٰن قدر صاحب
کمپوزنگ .... محمد نسیم خان، نصیب احمد، محمد اسامہ
انچارج پروف ریڈر .... حافظ مولانا عامر
با اہتمام .... مولانا ابو عبد الرحمٰن نقشبندی
ناشر .... ادارہ دعوت وتبلیغ
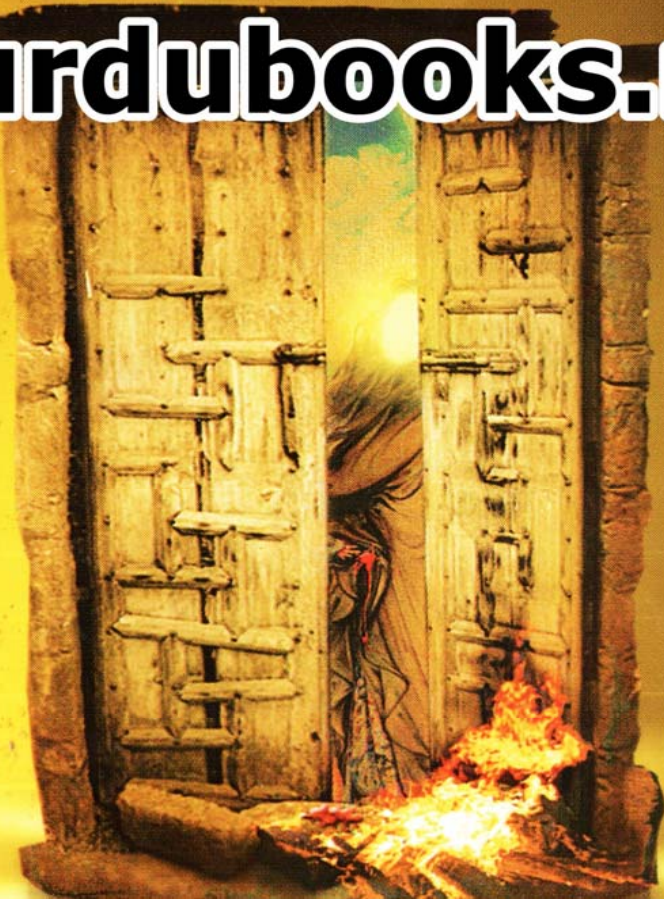
قرآن محل مارکیٹ،
دکان نمبر 6،
اردو بازار کراچی۔
0333
2103655

ملنے کے پتے

کراچی: مکتبہ ارسلان قرآن محل مارکیٹ، دکان نمبر 6 اردو بازار :0333-2103655، مکتبہ عمر فاروق 34594144
بیت الکتب گلشن اقبال نمبر 2، 34975024 مکتبۃ القرآن 34856701 علمی کتاب گھر اردو بازار، 32624097
نور القرآن، اردو بازار۔ :0321-9256753

حیدر آباد: بیت القرآن، چھوٹی گٹی۔ فون: 022-3640875 مکتبہ اصلاح وتبلیغ، مارکیٹ ٹاور۔ فون: 0332-2618612

میرپور خاص: مکتبہ یوسفیہ دوکان نمبر 303، گلی نمبر 3، بلدیہ شاپنگ سینٹر۔ فون: 0321-3310080, 0300-3319565

نواب شاہ: حافظ اینڈ کو، لیاقت مارکیٹ 0300-3218211 **مردان:** مکتبۃ الاحرار 0321-9872067

لاہور: مکتبہ رحمانیہ، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، 042-37224228 سید احمد شہید 042-37228496

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار 0321-5247791 اسلامی کتاب گھر فون: 0300-5065172
قرآن محل، فون: 0321-5123698 **مانسہرہ:** عثمان دینی کتب خانہ 0997-307583

اسلام آباد: ملت پبلشر 0333-5002193 **حسن ابدال:** مکتبہ فاروقیہ، 0321-9825540

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر، فون: 061-4514929, 0300-7301239۔ کلاسک بک ڈپو 0333-6100780

فیصل آباد: اسلامی کتاب گھر شادمان پلازہ، :0321-7693142۔ مکتبہ اسلامیہ 0321-6607308

رحیم یار خان: مکتبۃ الامۃ عقب نیو صادق بازار، فون: 0321-2647131 فوجی گلیکسی کتاب 0302-2532390

گجرانوالہ: والی کتاب گھر اردو بازار فون: 055-444613 **ایبٹ آباد:** مکتبہ اسلامیہ 0992-340112

سرگودھا: اسلامی کتب خانہ 0322-7137045 **کوئٹہ:** مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، فون: 081-2662263

پشاور: ممتاز کتب خانہ، فون: 091-2580331، دار الاخلاص محلہ جنگی فون: 091-2567539

بھاولنگر: مکتبہ حکیم الامت 0321-7560630 **کوہاٹ:** مکتبہ فاروقیہ 0333-9183785

جہلم: بک کارنر، 0321-5440882 **سکھر:** عزیز کتاب گھر بیراج روڈ، فون: 0300-9312148

ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبۃ الاحمد :0966-716552 اسلامی کتب خانہ :0333-9963709

آزاد کشمیر: النور بک کارنر مکتبہ ختم النبوت میرپور آزاد کشمیر :0331-8857173

فہرست مضامین

......اے شیطان کو ماننے والو! جہنم منتظر ہے.......... 07

......قرآن کو جلانے والے خود درسِ عبرت بن گئے!.......... 13

......دُنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ.......... 14

......اولاد کی دینی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے.......... 16

......میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے!.......... 20

......میں نے اپنے ہاتھوں سے بربادی کا گڑھا کھودا.......... 23

......حرام کمائی کا بُرا انجام.......... 25

......جوانی کا پاگل پن.......... 29

......کیبل نیٹ ورک کی تباہ کاریاں.......... 31

......غرور وتکبر اللہ کو پسند نہیں ہے.......... 34

......اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے.......... 36

......وہ اپنی انتڑیاں جہنم کی آگ میں گھسیٹ رہا تھا.......... 39

......ظالم ترین حجاج بن یوسف کا انجام.......... 41

......عید قرباں کے دن اس بدبخت کو ذبح کر دیا گیا.......... 43

......جعد بن درہم کا انجام.......... 43

......ظالم کا جسم جیل خانہ بن گیا.......... 44

......اللہ کی پکڑ کافی ہے!.......... 46

......جو کسی کی بیوی کو گمراہ کرے !!..........48
......منکر حدیثِ رسول ﷺ کا ہولناک انجام..........50
......ناحق تھپڑ مارنے کی سزا..........51
......عوام پر ظلم کرنے والے حکمران کا انجامِ بد..........53
......دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے..........54
......زندہ لاش..........55
......اللہ کا انتقام..........57
......عذاب الٰہی کا نمونہ...... گدھے کی مانند مرنا..........58
......دشمنِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) رافضی کا ہولناک انجام..........60
......ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بطورِ خاص..........62
......اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گستاخ کا ہولناک انجام..........64
......جھوٹے الزام کا عبرتناک انجام..........65
......صحابی رسول ﷺ کی بددُعا..........66
......اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق..........68
......جھوٹے نبی کا بدترین انجام..........70
......انکارِ سنت رسول ﷺ، مسلمانوں کا المیہ..........74
......سلفِ صالحین کے نزدیک سنت کی اہمیت..........76
......اسلامی احکامات کا مذاق اُڑانے والوں کے لیے حکمِ نبوی ﷺ..........79
......زمین میں فساد پھیلانے والوں کا عبرت ناک انجام..........79
......اِس اُمت کے فرعون کا انجام..........81

ابو جہل کا بدترین انجام......84
حکمِ نبی ﷺ کے مطابق سر کچل دیا گیا......85
عبرت و نصیحت......85
قبر نے لاش باہر پھینک دی......86
دشمنِ رسول (ﷺ) کا عبرت ناک انجام......87
گستاخِ رسول ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام......89
رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے کی سزا......92
اللہ کے گھر کے دشمنوں کا ذلت آمیز انجام......93
مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ......96
جاہل عبادت گزار......98
عبرتیں اور نصیحتیں......99
گناہوں کی نحوست......100
گناہوں کی سزا پر مبنی ایک عظیم واقعہ......101
عبرتیں اور نصیحتیں......104
دولت کے پجاری کا انجام......104
دو شخصوں کی مثال......106
پند و نصائح......109
دھوکا بازوں کا ذلت آمیز انجام......110
دنیا کے طلب گار واعظ کا انجام......114
موت کا مقام......117

......کافر کو قبر میں مسلسل عذاب......119
......سب سے بڑا فتنہ عورتوں کا ہوگا......121
......گانوں اور موسیقی کا بُرا انجام......121
......دُنیا کی ہوس کا عبرتناک نقصان......123
......قول وفعل میں تضاد رکھنے والے کا انجام......124
......ظالم حکمرانوں کی پکڑ......125
......ناشکری کا انجام......126
......اللہ مجھے تم سے بچائے......129
......سب سے پہلے جہنم میں جانے والے لوگ......130
......گناہوں کا اندوہناک انجام......134

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے شیطان کو ماننے والو! جہنم منتظر ہے

یہ عبرت ناک انجام پر مبنی واقعہ امل نے خود بیان کیا ہے۔

اب میرا کام فقط رونا اور اچھے بُرے انجام پر آنسو بہانا رہ گیا ہے۔ اپنی زندگی میں جن نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کو میں نے چھوڑ دیا تھا، ان پر آنسو بہاتی تھی اور جن گناہوں سے میرا دامن بھرا ہوا تھا...... جس کے نتیجے میں جہنم کے شعلے مجھے بھڑکتے ہوئے محسوس ہوتے تھے...... ان گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاتی تھی۔

شیطان کے راستوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور اے شیطان کے پیروکارو! اے شیطان کے ماننے والو! تم پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ شیطان گناہوں کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ شیطان کے راستے شروع شروع میں لذت والے ہوتے ہیں۔ پھر انجام ذلّت اور جہنم کے ہولناک گڑھے ہوتے ہیں۔ اگر میرے گناہ معاف نہ ہوئے تو مجھے اتنا ڈر ہے کہ میں سب سے پہلے جہنم میں جانے والوں میں سے نہ بن جاؤں۔ میرے گناہ بہت بڑے بڑے جرائم اور پاپ ہیں۔ میں نے اپنی عزت وعصمت کی خیانت کی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدوں کو توڑا۔

میری ماضی کی زندگی پر افسوس بھری آہ نکلتی ہے۔

جب بھی مجھے میرے گناہ یاد آتے ہیں تو میرے اندر کی لڑکی رونے لگ

جاتی ہے۔شاید میرے آنسو میرے شیطانی قلب و روح کو پاک صاف کر سکیں۔

میں نے اپنی طمانیت و سکون کو کھو دیا ہے۔

میرا سکھ چین تباہ ہو گیا ہے۔

میں نے اپنی زندگی کے سیاہ اوراق کو تمہارے سامنے صرف اس لیے رکھا ہے تا کہ تم میرے حال سے عبرت پکڑ سکو۔

میرے گھر والوں نے میرا نام بڑی آرزوؤں اور حسرتوں کے ساتھ ''امل'' رکھا ہے۔بچپن کے ایام بڑے خوبصورت اور سہانے تھے...... کاش کہ میں جوان نہ ہوتی اور بُرے انجام سے دوچار نہ ہوتی......

میں اپنے گھر میں سب سے بڑی تھی اور اب میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ گھر میں سب سے بڑی فاسقہ و فاجرہ بھی تھی......

تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد میں ٹیچر بن گئی...... اس کے بعد استقامت کی زندگی سے ندامت والی زندگی اختیار کر لی۔ ہدایت کے راستے کو چھوڑ کر گمراہی کے راستے پر گامزن ہو گئی۔ وہ رات جمعرات کی تھی...... ٹیلی فون کی گھنٹی بجی...... جانتے ہو کہ فون پر کس کی آواز تھی...... وہ آواز شیطان صفت آدمی کی تھی......جس کی شکلُ وصورت انسانوں والی اور کرتوت شیطانوں والے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے اور اس کا انجام عبرتناک بنائے۔

شروع شروع کے دنوں میں، فون کرنے والے ''شیطان'' کو میں نے ڈانٹ دیا۔لیکن وہ مسلسل فون کرتا رہا۔ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے مجھے ورغلانے کی کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس شیطان کے پھندے میں گرفتار ہو گئی......

(اللہ تعالیٰ مسلمان بیٹیوں کو محفوظ رکھے۔ آمین)

ہم اکثر ٹیلی فون پر لمبی گفتگو کرنے لگے۔ اس کی گفتگو میں بہت مٹھاس ہوتی۔ وہ مجھے اخلاق و اعلیٰ کردار کی نصیحتیں کرتا تھا۔ پھر میں گھر والوں سے چوری چھپے ہوٹلوں یا پارکوں میں اس سے ملنے لگی۔ (میں نے وعدہ لیا تھا کہ وہ مجھے ہاتھ نہیں لگائے گا۔ واقعی اس نے مجھے چھوا تک نہیں) وہ ہر معاملے میں میری رضامندی کو ترجیح دیتا تھا۔ میں اس پر مکمل بھروسہ کرنے لگی۔ میں اس کے ساتھ اس کے فلیٹ پر گئی تھی۔

ہم نے فریج سے ٹھنڈا مشروب پیا...... پھر پتہ نہیں کیا ہوا وہ فرمانبردار شخص سے ظالم و جابر بن گیا...... وہ بھیگی بلی سے دھاڑنے والا شیر بن گیا۔ اس نے میرے تن بدن کے کپڑے تار تار کردیئے...... اور مجھے ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں پھینک دیا...... میری عصمت کو تار تار کردیا...... میں خوف اور ندامت سے تھر تھر کانپنے لگی اور میں چیخنے چلانے لگی...... اس کو گالیاں دینے لگی لیکن کیا فائدہ...... میری عزت، شرف و منزلت اور پاکدامنی تو تباہ ہو چکی تھی......

میری بہنو! تم ایسے بھیڑیوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو۔

اسلام نے بلاوجہ ہی غیر مردوں کے ساتھ آشنائی کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ ایسی آشنائی سے کبھی کوئی خیر و برکت نہیں ملتی، ہاں میرے جیسی رسوائی و ذلت ضرور ملتی ہے۔ غیر محرم مرد، انسانی شکل میں وحشت ناک سانپ ہوتے ہیں...... جو موقع پاتے ہی ڈس لیتے ہیں۔

اس شیطان نے اپنی ہوس پوری کرنے کے بعد معذرتیں شروع کردیں۔

کہنے لگا: ”مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا تھا۔ غیر شعوری طور پر گناہ سرزد ہو گیا۔ وہ بہت نادم اور شرمندہ ہے“ وغیرہ وغیرہ۔

جب میں اپنے گھر واپس آئی تو شرمندگی سے مری جارہی تھی۔ اپنے کمرے میں جا کر رونے دھونے لگی...... بات ایسی شرم ناک تھی کہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔ میں نے مکمل ارادہ کر لیا کہ میں اس خبیث شخص سے پھر کبھی ملاقات نہ کروں گی۔ اسی لیے میں نے اس کی آنے والی تمام کالوں کو ریجکٹ کر دیا۔ شیطان تو شیطان ہوتا ہے ہوس کے پجاری کسی طرح بھی چین نہیں لیتے...... ان کو مرنے، قبر میں جانے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس گندے آدمی نے مجھے ڈاک کے ذریعے میری فحش تصاویر ارسال کر دیں۔ مجھ پر اچانک نئی ذلت آن پڑی تھی۔ وہ تصویریں میرے علم میں لائے بغیر بنائی گئی تھیں۔ ان تصویروں کو دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے۔

اس نے دھمکی دی کہ اگر میں نے تعلقات جاری نہ رکھے تو وہ میری زندگی کو جہنم بنا دے گا۔ اس نے مجھے فریب دیا کہ وہ مجھ سے شادی کر لے گا۔ لیکن میں اس جھوٹے شخص کے مزید جھوٹوں کا شکار نہیں ہو سکتی تھی۔

لیکن جب وہ واقعی میرا رشتہ لے کر آیا تو مجھے بہت حیرت ہوئی۔ قصہ مختصر شادی ہو گئی۔ چند ماہ امن وسکون کے گذرے پھر اس نے اپنے چہرے سے مصنوعی محبت کا نقاب اُتار دیا...... وہ مجھے دھمکیاں اور لالچ دے کر دوسرے دوستوں سے گناہ آلود تعلقات قائم کرنے کا حکم دینے لگا...... میرے انکار پر اس نے مجھے طلاق دیدی۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ کے احکامات کو ترک کرنے اور اپنے خواہشات کی پیروی کرنے کا نقصان کتنا بھیانک ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ (طٰہٰ: 124)

''جو شخص میری یاد سے منہ موڑتا ہے اس کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے''۔

میں نے اپنی زندگی میں ایک بار بھی اس آیت کو پڑھا نہیں...... (جو لوگ پڑھ بھی لیتے ہیں تو ان کو سمجھ نہیں آتی) کیونکہ میں نے کبھی نہ تو نماز پڑھی تھی اور نہ ہی روزہ رکھتی تھی...... اللہ کو یاد کرنے کا کیا مطلب ہے مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا۔

میرے گناہوں کی مجھے بہت سخت سزا ملی تھی...... ایسا عبرت ناک انجام خدا کسی کا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کو بھی میرے شوہر جیسا گھٹیا اور کمینہ صفت شوہر عطا نہ کرے۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ مجھے جب طلاق ملی تو میری جان اس عذابِ مسلسل سے بچ گئی ہوگی...... اور مجھے جہنم سے چھٹکارہ مل گیا ہوگا...... لیکن طلاق کے بعد جب میں سامان سمیٹ کر گھر جانے لگی تو اس نے مجھے ایک ویڈیو فلم دیکھنے کو دی۔ اور کہا کہ پہلے اس کو دیکھ لو...... اس فلم میں اس بدکردار آدمی نے اپنی ہی عزت (یعنی میری) کئی عریاں تصاویر اور ویڈیو کلپ بنائے ہوئے تھے۔ کمپیوٹرائزڈ تصاویر اور فلموں میں اس نے مجھے الگ الگ مردوں کے ساتھ

شرمناک انداز میں دکھایا تھا۔

مجھے اس فلم کو دیکھ کر شرم وندامت نے گھیر لیا...... میں اپنے پہلے گناہ کو کوسنے لگی کیونکہ میری ساری زندگی کی تباہ حالی کی وجہ وہ اوّلین ''گناہ'' تھا...... جس کی وجہ سے میں نے مجبور ہو کر اتنے کمینے انسان سے شادی کی......

میرے سابقہ شوہر نے دھمکی دی کہ اگر میں نے اس کے حکم نہ مانے تو وہ میرے گھر والوں کو یہ فلم دکھا کر کہے گا کہ دراصل میں فاحشہ اور کال گرل ہوں...... اسی لیے اس نے مجھے طلاق دی ہے......

اب میرے آگے سمندر اور پیچھے کھائی تھی......

اپنے گھر میں بے عزتی اور رسوائی سے ڈر کر میں اسی شوہر کے گھر میں رہنے لگی۔ گویا اب مزید خطرناک گناہ آلود زندگی گزارنے لگی...... یہ چار سال میری زندگی کے تاریک اور فسق و فجور سے اٹے ہوئے سال ہیں...... اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حرام زندگی سے چار سال بعد نجات دی......

وہ مجرم انسان روڈ ایکسیڈنٹ میں کچلا گیا...... اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں آگ کا ایندھن بنائے......(آمین)

اس کی لاش کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد میں طویل عرصے کے بعد سجدے میں گر گئی...... چار سالوں کے بعد میرا یہ پہلا سجدہ شکر تھا......

اے اللہ! میں تیری مغفرت و بخشش کی خواستگار ہوں...... اے اللہ میرے گناہوں کی فہرست بہت طویل ہے...... لیکن تیری رحمت کی تو کوئی انتہا نہیں...... تو مجھے معاف فرما...... میں نے اپنی گناہ آلود زندگی کی بناء پر بہت دکھ جھیل لئے

مجھے مزید سزاؤں سے معاف فرما...... (آمین)

میری بہنو! میں نے اپنا قصۂ عبرت صرف اور صرف نصیحت پکڑنے کے لئے لکھا ہے۔ میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ برائے مہربانی تم اللہ رسول کے حکموں کو مذاق نہ سمجھنا...... خدارا! کبھی بھی نرم لہجے کے ساتھ ٹیلی فون پر کسی غیر محرم سے گفتگو نہ کرنا...... بے پردگی، بے حجابی ہمارے گناہوں کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے اس کے جانے سے عورت میں حیا کا زیور ختم ہو جاتا ہے...... بے حیا عورت کو ہر مرد ہمیشہ گندی نظروں سے دیکھتا ہے۔

اے مردو! تم کمزور جذبات والی عورتوں کو اپنے جال میں پھنسانا چھوڑ دو۔ تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے متعلق سوچو...... کبھی ان کو بھی میری جیسی اندوہناک صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اے عقل و دانش رکھنے والو! میری جیسی لڑکیوں سے عبرت پکڑو۔

(قصص من الواقع)

قرآن کو جلانے والے خود درسِ عبرت بن گئے!

اللہ پاک ہے...... وہ قادرِ مطلق ذات ہے۔ جریدۂ عکاظ میں شائع ہونے والا یہ واقعہ ہمیشہ میری یادداشت میں تازہ ہے۔

"نائیجریا میں شائع ہونے والے اخبار "ترتیم" میں لکھا ہے کہ پورے نائیجریا میں یہ عبرت اثر واقعہ زبانِ زد عام ہے۔ یہ واقعہ نہیں بلکہ عیسائی لوگوں کے لئے زلزلہ سے کم نہ تھا......

باخبر ذرائع کے مطابق عیسائی پادری نے ایک مجلس میں حاضرین میں سے

کسی کے ہاتھ میں قرآن کریم دیکھا تو سخت غضبناک ہوگیا۔ اس نے قرآنِ پاک کو چھین کر زمین پر دے مارا...... قرآن پر آگ پھیلانے والا آتش گیر مادہ پھینک کر اس کو آگ لگانے لگا...... لیکن کرشماتی طور پر آگ نے مصحفِ قرآن کو جلانے کے بجائے اس بدبخت انسان کے ہاتھ کو جلا ڈالا......

بدقماش پادری کے ہاتھ کو شدید ترین آگ نے پکڑ لیا تھا...... وہ چیخیں مار مار کر خوف زدہ کتے کی طرح بھونکنے لگا۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذَالِكَ)

اس خوفناک حادثے سے دوچار ہونے والے پادری نے نصیحت پکڑی اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔ اس پادری کا نام ''فروس'' تھا......اس کے بعد گرجا گھر کے متولی یعقوب موسیٰ نے بھی اسلام لانے میں عافیت سمجھی۔

اس واقعے کی وجہ سے نائیجریا میں تقریباً 200 افراد نے اسلام قبول کیا۔

یہ واقعہ عبرت ونصیحت پکڑنے والوں کے لئے بہت اہم ہے۔

(عجائب القصص – تالیف: منصور الحوالجی)

دُنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ

کہتے ہیں بُری دوستی کا ہمیشہ بُرا انجام ہوتا ہے۔ صدام نامی ایک شخص نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر شراب کی بوتلوں کا بڑا بحری جہاز درآمد کرنے کا پروگرام بنایا۔ دونوں ظالم شخصوں نے یورپ سے مہنگی شراب منگوا کر پورے ملک میں بیچنے کا پروگرام بنایا تھا...... تاجر حضرات میں جب اللہ کا خوف نہ رہے تو وہ نفع کی خاطر اپنا اور اپنے معاشرے کے لوگوں کا دین ایمان بھی بیچ کھانے پر تیار نظر آتے ہیں۔ انہوں نے بحری جہاز میں کوئلہ درآمد کیا۔ کوئلے کی بوریوں

کے درمیان شراب کی بوتلوں کے سیکڑوں کارٹن موجود تھے......

صدام کے دوست نے بندرگاہ کے قریب ایک گودام کرائے پر حاصل کرلیا۔ان کا پروگرام تھا کہ وہ بندرگاہ پر موجود کسی ایک دو افسروں کو رشوت دے کر مال بغیر چیکنگ کے نکال لائیں گے......

رشوت ہر مسئلے کا حل سمجھی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں رشوت کے بہت سے نقصانات ہیں۔ اسی لیے اسلام نے معاشروں کو گناہوں اور غلاظتوں سے بچانے کے لیے رشوت اور ہر طرح کی کرپشن کو حرام قرار دیا ہے۔ گودام حاصل کرلیا گیا...... بندرگاہ پر سامان ٹرکوں میں لوڈ کرلیا...... جب گودام میں سامان اُتارا جارہا تھا تو نہ معلوم وجوہات کی بناء پر سامان میں موجود کوئلے کو آگ لگ گئی...... دیکھتے ہی دیکھتے سارے گودام میں سے فلک بوس شعلے دور دور تک نظر آنے لگے...... شراب میں موجود الکوحل کو بہت جلد آگ پکڑ لیتی ہے...... کسی نے فائر بریگیڈ کو اطلاع دے دی۔ فوراً آگ بجھانے والی گاڑیاں حرکت میں آگئیں۔ امدادی ٹیموں نے آگ بجھانے کے لیے اقدامات شروع کر دیئے۔ ایک اہلکار نے سینکڑوں کی تعداد میں شراب کی بوتلوں کو دیکھ کر پولیس کو بلالیا......

تحقیق پر پتہ چلا کہ آگ کا سبب بھی یہی شراب خانہ خراب تھی۔ پولیس نے سارا گودام سیل کر دیا...... مجرموں کو گرفتار کرلیا گیا۔ صدام اور اس کے مجرم دوست پر چار سال قید بامشقت اور دس ہزار دینار جرمانہ عائد کیا گیا......نوجوان نسلوں میں زہر گھولنے اور نوجوانوں کو بدکرداری پر ابھارنے کا یہی انجام ہونا چاہیے...... اسلام نے فقط اپنے آپ کو متقی و پرہیزگار رکھنے کی تلقین نہیں کی ہے

بلکہ اسلام دوسرے لوگوں کو بھی گناہوں سے بچانے کا درس دیتا ہے۔

شراب کو حرام کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو بیچنا اور تیار کرنا بھی منع ہے۔

(جريدة الانباء الكويتيمة، قصص من الواقع، ص 67)

اولاد کی دینی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے

اسکول کی ہیڈ مس نفیسہ صاحبہ نے موجودہ دور کے والدین کے لئے بطورِ خاص یہ واقعہ تحریر کیا ہے۔

ایک دن اسکول کی طالبہ کو چھٹی کے وقت کوئی لینے نہ آیا۔ اس کو روزانہ ڈرائیور یا خادمہ لینے کے لیے آتی تھی۔ میں نے اسکول وارڈن کی ذمہ داری لگائی کہ بے چاری طالبہ کے ساتھ اس وقت تک رہنا جب تک اس کو کوئی لینے نہ آجائے۔ وارڈن نے عصر کی نماز تک انتظار کیا۔ پھر میرے موبائل پر کال کر کے بتایا کہ ''بچی کو لینے کے لیے کوئی نہیں آیا۔''

میں نے کہا: کہ'' طالبہ کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤ۔ اور چوکیدار کو اپنا موبائل نمبر دے کر جاؤ''۔ شاید اس کے گھر والوں کے ساتھ کوئی حادثہ یا ایمرجنسی پیش آگئی ہو۔ وارڈن نے بھوکی پیاسی طالبہ کو اپنے ساتھ لیا، گھر میں جا کر کھلایا پلایا اور رات کو پھر انتظار کرنے لگی کہ شاید کوئی آجائے...... لیکن اس کو لینے کوئی نہ آیا...... طالبہ نے وہیں وارڈن کے بچوں کے ساتھ رات گزاری۔ صبح دوبارہ اسکول لے کر آگئی۔ اور فوراً میرے آفس میں آکر اطلاع دی۔

میں نے اسکول کے ریکارڈ سے بچی کی والدہ کا نمبر لیا اور اس کو کال کردی۔

فون ایک خادمہ نے اٹھایا اور بتایا کہ ''میڈم سوئی ہوئی ہیں۔''

مجھے یہ سن کر اطمینان ہوا کہ اس طالبہ کے گھر والے زندہ سلامت ہیں۔ میں نے 12 بجے پھر فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھیں۔

میں نے حکماً کہا: ''ابھی جگاؤ اور اس کو کہو فوراً اسکول حاضر ہو جائے۔''

تھوڑی دیر بعد مجھے طالبہ کی والدہ کا فون آ گیا ''دیکھیں مس صاحبہ! ابھی مجھے اپنے کپڑوں کے درزی سے ملنے جانا ہے کیونکہ آج رات شادی کی دعوت پر جانا ہے۔ ایسا کرتے ہیں میں کل آ کر تم سے مل لوں گی۔''

اب مجھے واقعی غصہ آ گیا اور میں نے کہا: ...... ''تمہاری بیٹی کو ایمرجنسی میں تمہاری ضرورت ہے اور تم کہہ رہی ہوں کہ مجھے دوسرے کام ہیں؟''

اس عورت کا نام عاصمہ جہانگیر تھا۔ وہ بہت معروف بزنس مین خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ میرے غصہ کرنے پر فوراً اسکول حاضر ہو گئی۔

میں نے آتے ہی سوال کیا ''کل رات آپ کی بیٹی کہاں تھی؟''

عاصمہ نے کہا: ''گھر میں تھی اور کہاں ہو گی؟؟''

میں نے پوچھا ''کیا تم نے رات کا کھانا اس کے ساتھ کھایا تھا؟ پھر اس کے اسباق و تعلیم کے بارے میں معلوم کیا؟؟ کیا سوتے وقت اس کو دیکھا؟؟''

عاصمہ: ''نہیں۔ میں نے اس کو دیکھا تو نہیں تھا۔''

میں نے پھر پوچھا: ''کیوں نہیں؟؟''

عاصمہ بولی: ''دراصل بچے اوپر والے فلور میں رہتے ہیں ایک ملازمہ ان کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ وہی ملازمہ بچوں کے کھانے پینے اور اسکول لے جانے

کی ذمہ داری ادا کرتی ہے۔ آخر ماؤں نے انھیں نو مہینے پیٹ میں رکھا اور جنم دیا ہے کیا یہ کافی نہیں؟؟''

میں نے کہا: ''محترمہ عاصمہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی بیٹی نے کل رات آپ کے وسیع وعریض بنگلے میں نہیں گزاری، بلکہ ایک وارڈن کے گھر میں گزاری ہے؟''

عاصمہ کو اب پریشانی اور خوف نے گھیر لیا۔ میں نے دوبارہ اس کو پکڑا ''محترمہ! یہ کوئی افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ مجھے تمہیں ''ماں'' کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔ ماں تو ممتا اور مہربانی کا پتلا ہوتی ہے۔ مگر تمہارے اندر ممتا کہاں؟؟ تم اپنی ہیرے جیسی ننھی بچی کی صحیح تربیت نہیں کر سکتی؟ تم اس کے بچپن میں رحم نہیں کرتی تو کیا اللہ تمہارے بڑھاپے میں تم پر رحم کرے گا؟؟؟ تم آخر کون سی دنیا میں جی رہی ہو؟

عاصمہ سر جھکائے میری غصے سے بھری باتوں کو سن رہی تھی۔ میں نے اس کی بیٹی کو کلاس روم سے بلا لیا تو عاصمہ اس کو گلے سے لگا کر چومنے لگی۔

''بیٹی تم نے رات کہاں گزاری''؟؟

طالبہ نے کہا: ''مما،'' میں نے رات کا کھانا وارڈن صاحبہ کے بچوں کے ساتھ کھایا...... پھر میں ان کے ساتھ ہی سو گئی۔ رات کو بچوں کی ماں نے سوتے وقت تمام بچوں کا بوسہ لیا اور ہمارے اوپر کمبل ڈال دیا تاکہ کسی کو سردی نہ لگ جائے۔ اور ہاں صبح کا ناشتہ ہم سب نے مل کر کیا تھا۔ مما، آپ بھی ہمارے ساتھ روزانہ ناشتہ کیا کرو...... رات کو ہمارے ساتھ ہی سویا کرو۔ مما، آپ کو

ساری دنیا کی فکر ہے مگر اپنے ہی گھر میں موجود ہیرے موتیوں کی فکر نہیں، جو ضائع ہو رہے ہیں۔"

عاصمہ اپنی کرسی سے کھڑی ہوگئی...... روتے ہوئے اپنی بیٹی کو گلے لگا لیا۔

"افسوس کہ ڈرائیوروں اور ملازموں نے میری بیٹی کو اس حال تک پہنچا دیا۔"

میں نے عاصمہ اور اس کی بیٹی کو مخاطب کر کے کہا:

القصة لا تحتاج الى تعليق، وهى مهداة الى كل الأسر من الأمهات والأباء الذين يزيفون الأمومة والا بوة بالخدم، والسائقين،ويظنون ان الأمومة والأبوة معاشرة وحمل وانجاب فقط، ولا يعرفون أنها مسؤولية وامانة و تربية

"یہ صرف تمہارے گھر کا المیہ نہیں ہے بلکہ یہ کہانی گھر گھر کی ہے۔ جو ماں باپ دنیاوی دولت کو کماتے کماتے دن رات ایک کر دیتے ہیں حرام حلال کی کوئی تمیز نہیں کرتے ان کی اولادیں شب و روز کہاں بسر کرتی ہیں ان کے والدین کو علم ہی نہیں ہوتا۔ آج کل کی ماؤں نے سمجھ لیا ہے کہ بچوں کو جنم دے کر ان کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے...... باپ نے اسکول اور کھانے کا انتظام کر دیا...... اب ماں باپ بری الذمہ ہیں...... نہیں ہرگز نہیں، جب تک خود شریعت پر عمل نہ کیا جائے اور اپنی اولاد کی اسلامی تربیت نہ کی جائے اس وقت تک کوئی ذمہ داری پوری نہیں ہوتی۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

''تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحت کے بارے میں ذمہ دار ہے۔ مرد سے اس کی بیوی کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور ماں باپ سے ان کی اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

(کشکول الأسرة – تالیف: مازن بن عبد الکریم الفریح قصص من الواقع (ثانی) ص 110-112)

میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے!

آج کا مسلمان گناہوں کی دلدل میں اتنا پھنس جائے گا مجھے یقین نہ تھا۔ اس واقعے نے اور اس عبرتناک انجام نے میرے تو رونگٹے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اسلام سے دوری اور گناہوں کی کثرت نے رشوت کی تمیز مٹا دی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات سے بدترین مخلوق بن چکا ہے۔

سعاد کی عمر جب 16 برس کی ہوئی تو اس کے شرابی باپ نے سعاد کا حق مہر خود ہڑپ کر کے اس کے ظالم شوہر کے حوالے کر دیا۔ بے چاری سعاد کی زندگی میں کوئی فرق نہ آیا..... ظلم و ستم سہتے سہتے وہ ''خالد'' کی ماں بن گئی۔ بیٹے کی پیدائش پر اس نے سوچا کہ اب اس کی زندگی میں کچھ سکون آئے گا مگر شوہر کی زیادتیاں حد سے بڑھنے لگیں تھیں۔ دوسری بچی ''ہندہ'' کی پیدائش پر اس کی ہمت جواب دے گئی۔ روزانہ کی ذلت اور نشئی شوہر کی مار پیٹ نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ اس ظالم سے جان چھڑا لے..... کچھ عرصے بعد اسے طلاق ہو گئی۔

بے سہارا عورت اور بچوں کی موجودگی نے مجبور کر دیا کہ وہ کسی دوسرے آشیانے کی پناہ حاصل کرے..... رشتہ داروں کے طعنے اور بچوں کی بھوک نے اسے دوسرے نکاح پر مجبور کر دیا .....

دوسرا نکاح اس کے لیے دوسری جہنم ثابت ہوا۔ سعاد کی شادی جب دوسرے شوہر ''آصف'' سے ہوئی تو اس وقت خالد دوسری جماعت اور ہندہ پہلی جماعت کے طالب علم تھے۔

وقت تیزی سے گذرتا گیا.... آصف کا اُٹھنا بیٹھنا بدقماش دوستوں کے ساتھ ہو گیا.... یہ دوست نہ تو نماز روزہ کے پابند تھے اور نہ ہی ان میں کوئی اچھائی پائی جاتی تھی۔ رسول ﷺ نے ایسی ہی بُری صحبت سے منع فرمایا ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

المرءُ علٰی دینِ خلیله

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔''

فحش کلامی کرنے والے اور فحش فلموں کو دیکھنے والے دوستوں کے ساتھ رہتے رہتے آصف بھی ان کے رنگ میں رنگ گیا۔

ادھر آصف کی سوتیلی بیٹی ہندہ جوان ہو رہی تھی......

آصف اس کے ساتھ غیر ضروری محبت و شفقت سے پیش آنے لگا......

اسلام نے مرد و عورت کے مابین فطری فرق کی وجہ سے کچھ حدود و قواعد قائم کیے ہیں لیکن جب بے دینی اختیار کی جائے تو شیطان صفت افراد میں درندگی کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے۔ ہندہ بے چاری اپنے سوتیلے باپ کی ہوسناک نظروں کو سمجھتی تھی۔ لیکن ماں کو ڈر اور خوف کی بناء پر بتا نہ سکی۔

بدفطرت آصف نے اپنے باپ ہونے کی شرم بھی نہ کی، حیلے بہانوں سے ہندہ کے جسم یا گالوں کو ہاتھ لگانا یا ہنسی مذاق کرنا اب اس کی عادت سی ہو گئی تھی۔

ہندہ جب گھر میں اکیلی ہوتی تو ڈر کے مارے پڑوس کے گھر چلی جاتی...... الغرض اس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش جاری رکھی۔

ایک دن اسکول سے آنے کے بعد ہندہ اپنی چارپائی پر لیٹ گئی...... اس کو معلوم نہ تھا کہ خبیث النفس شیطان پردے کے پیچھے چھپ کر اسے دیکھ رہا ہے۔

آصف نے اچانک پردے سے نکل کر اپنی شیطانی کارروائی شروع کی تو چیختی چلاتی ہندہ وہاں سے فرار ہو کر گھر سے باہر نکل گئی۔

اس واقعے کی خبر اس کی ماں کو ہوگئی تھی لیکن ماں بھی اپنے گھر کو سلامت رکھنے کی فکر میں خاموش ہوگئی......لیکن خباثت و ذلالت کی انتہا اس وقت ہوئی جب اگلے دن دوبارہ آصف نے جنسی حملہ کردیا...... ہندہ کی ماں کے شور مچانے پر ایک پڑوسی نے آکر غصے میں آصف کے سینے میں گولیاں داغ دیں۔ حالتِ گناہ اور خدا کے غضب کو دعوت دیتے ہوئے مرنا انتہائی افسوسناک امر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بُری موت سے سب کو بچائے۔ (آمین)

گناہوں اور فسق و فجور کی کثرت نے ہمارے معاشرے کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ ہم روز ایسے عبرت ناک حالات دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں خوفِ خدا کا احساس نہیں ہوتا۔ (واقشعر جسدی – (الجزء الثانی) تالیف: محمد کامل)

میں نے اپنے ہاتھوں سے بربادی کا گڑھا کھودا

میں ایک دن مدینہ منورہ میں ایک ٹیکسی پر سوار تھا...... ٹیکسی ڈرائیور خلافِ معمول بہت خاموش تھا...... حالانکہ اکثر ٹیکسی ڈرائیور بہت باتونی ہوتے ہیں۔ میں نے اس کے غمگین چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے اس کا حال چال پوچھا۔

کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد میں نے دریافت کیا کہ ''کیا بات ہے تم اتنے غم زدہ کیوں دکھائی دے رہے ہو؟؟''

میں نے کیا پوچھ لیا کہ اس کے آنسو نکل آئے...... کہنے لگا ''بھائی میں بہت دنوں سے اپنے دل کے زخم کسی نہ کسی کو دکھانا چاہتا ہوں۔ مگر کوئی اپنا نظر ہی نہیں آرہا۔ آپ نے اپنے پن کا احساس دلایا تو میری آنکھوں سے غم بہنے لگا۔ کہتے ہیں کہ خوشی بانٹنے سے بڑھتی ہے اور غم بتانے سے کم ہوجاتا ہے۔

بات یہ ہے کہ میں کچھ عرصے قبل ایک ترقی یافتہ عربی ملک میں رہائش پذیر تھا۔ وہاں پر میری بیوی نرس تھی اور ایک بیٹا، بیٹی اسکول میں پڑھتے تھے۔ میرے بچوں کو سیٹلائٹ چینل دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ ان کی خواہش کے پیشِ نظر میں نے جہازی سائز L.C.D اور ڈش خرید لیا...... اس ڈش پر **200** عربی اور یورپی چینل چلتے تھے۔ (یورپی چینلز پر کیا کچھ دکھائی دیتا ہے ہم سب کو معلوم ہے) میں رات کا تھکا ہارا آتا...... تھوڑی دیر ٹی وی دیکھتا اور سوجاتا۔ میری بیوی کو بھی ملازمت پر جانا ہوتا تھا...... بچے کافی دیر تک فلمیں دیکھتے اور سو جاتے تھے۔ مجھے بچوں کی زیادہ فکر نہ تھی کیونکہ وہ عاقل و بالغ تھے...... ان کو علم تھا کہ

اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے۔

ایک دن صبح سویرے کام پر چلا گیا... میری عادت تھی کہ میں رات کو گھر آتا تھا... بدقسمتی کہیے یا خوش قسمتی اس دن میں دن کے دس گیارہ بجے کسی کام سے گھر آ گیا...... دروازے کی چابی میرے پاس تھی...... میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا...... تاکہ بچوں کی نیند خراب نہ ہو جائے...... لیکن دوسرے کمرے سے مجھے T.V کے چلنے کی آواز آئی...... میں نے حیرت سے سوچا کہ اس وقت کون T.V دیکھ رہا ہے... جب میں کمرے میں داخل ہوا تو...... میرا بیٹا اپنی بہن (جی ہاں، حقیقی بہن) کے ساتھ T.V دیکھ رہا تھا اور سکرین پر انتہائی فحش ننگی فلم چل رہی تھی......

وہ دونوں اپنے گناہ میں اتنے مگن تھے کہ انھیں میرے آنے کی خبر ہی نہ تھی۔ (اَسْتَغْفِرُ اللہ)......میں ان کی حالت پر ندامت وشرم سے ڈوب رہا تھا۔ شدید غضبناکی سے میں ان پر ٹوٹ پڑا...... لیکن افسوس کہ میں ان کو مار بھی نہ سکا...... میرا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا اور میں وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

اسپتال سے جیسے ہی گھر آیا تو سب سے پہلے میں نے .T.V کو توڑ دیا۔ ڈش کو آگ لگا دی...... جوان بیٹا تھا...... میری غفلت نے اسے گمراہ کر دیا تھا۔ میں نے اس کی فوراً شادی کر دی...... خود بھی نماز پڑھنے لگا...... بیٹی کو دینی تعلیم کے مدرسے میں داخل کروا دیا...... انگریزی چینلز نے مجھے گمراہی کے دہانے پر پہنچا دیا تھا...... میرے گھرانے کو بربادی کے دہانے پر میں نے خود ہی پہنچایا تھا......

اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بڑے ہوتے ہی الگ الگ بستروں پر سلائیں۔ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دیں، لیکن میں نے انھیں نہ نماز کی تعلیم دی اور نہ ہی نیکی وتقویٰ کی تعلیم دی... میرے عمل نے ہی مجھے تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ (قصص من الواقع۔ ثانی صفحہ178)

حرام کمائی کا بُرا انجام

راشد دُنیا کی محبت اور لذات دنیا کی محبت میں اس حد تک آگے جا چکا تھا کہ اس کو حلال و حرام کی تمیز بھی نہ رہی تھی۔ اپنی عیاشیوں اور حرام کاموں پر خرچ کرنے کے لئے اس کو ماہانہ تنخواہ کم محسوس ہوتی تھی۔ اگر راشد اپنی اس تنخواہ پر قناعت کرتا تو وہ اس وقت بھیانک انجام سے محفوظ رہتا...... لیکن دُنیا دھوکے کا سامان ہے اور انسان اسی دھوکے کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے۔

راشد کی فضول خرچیاں اور عیاشیاں حد سے زیادہ بڑھیں تو اس نے اِدھر اُدھر سے مال ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ ہر وقت مال کی تلاش میں رہتا یا ایسے مواقع دیکھتا رہتا کہ جہاں سے رزقِ حرام وافر مقدار میں میسر آسکے....

اس کے گھر کے سامنے ایک جنرل اسٹور تھا۔ اس کا مالک ماجد، اکثر اوقات راشد کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا...... کہتے ہیں انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے...... بُرا آدمی ہزاروں لوگوں میں سے اپنے جیسوں کو ڈھونڈ لیتا ہے......
راشد نے بھی اپنا ہم نوالہ و ہم پیالہ ڈھونڈ لیا تھا..... دونوں ساتھی اب مل کر لوگوں کو لوٹنے کے پلان بناتے۔ ان کا مقصد تھا کہ کم محنت سے زیادہ مال مل

جائے۔

جنرل اسٹور چلانے والے ماجد نے ایک آئیڈیا بتایا کہ ''ہم سونے یا ہیرے جواہرات کا کاروبار کرنے والوں کو لوٹنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ اس طرح تھوڑے سے مال کی قیمت بہت زیادہ ہوگی۔ تم ایسا کرنا کہ کرائے پر ایک نئی گاڑی لانا، مہنگے اور جدید تراش خراش کا لباس پہننا، مہنگا موبائل فون لے کر ایک ہیرے جواہرات والی دکان پر جانا، میں تمہارا ڈرائیور بن جاؤں گا...... آگے آگے دیکھنا کیا ہوتا ہے۔''

آئندہ جمعرات کی شام تھی...... اس وقت بازاروں اور شاپنگ سینٹروں میں بہت رش ہوتا ہے۔ راشد کی چمکتی گاڑی ایک جیولری شوروم کے سامنے آکر رکتی ہے۔ ڈرائیور (ماجد) نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا...... راشد گاڑی سے نیچے اُترا...... شوروم میں جاکر ایک لاکھ بیس ہزار دینار کا چیک (جعلی) پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مالک صاحب کو بطور تجارت بھاری مقدار میں زیوارت خریدنے ہیں۔

دونوں نے مل کر ایک لاکھ بیس ہزار دینار کے زیورات اور ہیرے خرید لیے۔ اپنی جھوٹی امارت کا رعب داب ڈالتے ہوئے وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ جب یہ چیک کیش کروانے بینک جائیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ تو جعلی چیک ہے اتنی دیر میں ہم غائب ہو جائیں گے۔

دونوں ماجد کے گھر آکر سانس لیتے ہیں۔ اس کا گھر غریب علاقے میں تھا۔ راشد نے سارا مال وہیں چھوڑا اور اگلے دن کا وعدہ کرکے وہاں سے اپنے

گھر چلا گیا۔ رات بھر راشد یہ سوچتا رہا کہ ہم آدھا آدھا مال لے کر یورپ کی طرف چلے جائیں گے اور خوب عیاشیوں میں دولت کو لٹائیں گے۔

صبح سویرے اس کے دروازے پر تیز تیز دستک ہوئی...... دروازہ کھولا تو سامنے پولیس کو پایا۔ راشد کو فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے اپنے ساتھی ماجد کا پتہ نہ بتایا...... اس کو پہچان لیے جانے پر تین سال کی قید ہوگئی......

رزقِ حرام کی تڑپ نے راشد کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا۔ راشد کی سزا اور تکلیف میں اس وقت دُگنا اضافہ ہوگیا جب اس کو خط ملا کہ ''دراصل اس کی مخبری کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ اس کا شریکِ جرم ''ماجد'' تھا۔ ماجد نے لکھا: کہ ''میں نے تمہارے گھر کا ایڈریس پولیس والوں کو دیا تھا...... میں سارا مال لے کر کینیڈا جا رہا ہوں...... آخر کو یہ میرا پلان تھا...... اس حرام مال میں، دوسرا شریک بنا کر میں اپنے مزے کم نہیں کرنا چاہتا۔ کینیڈا میرے خوابوں کی سرزمین ہے...... اس دولت سے میں بآسانی رہ سکتا ہوں۔''

راشد کو جب یہ خط ملا تو غصے سے پاگل ہوگیا۔ وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہوتا رہا کہ کاش وہ دھوکے باز مل جائے تو میں اس کی گردن اُڑا دوں۔

چند ماہ بعد اس کا دوسرا دوست راشد کو ملنے آیا۔ اس نے بتایا ''جب ماجد تمہیں پھنسا کر سارے زیورات لیکر کینیڈا گیا تو کینیڈا ایئرپورٹ پر ہی پکڑا گیا...... کیونکہ اتنے بھاری زیورات نے اسے مشکوک بنا دیا تھا...... جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص زیورات چرا کر بھاگا ہے۔

تم اگر سعودیہ میں قید ہوتو وہ اس سے بدتر جگہ کینیڈا میں قید...... تم سے

تو ملنے کے لیے کوئی نہ کوئی چلا آتا ہے.... مگر اس سے کوئی بھی ملنے نہیں آتا....

یہ واقعہ بالکل سچا ہے.... اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت و نصیحت ہے جو دولت دنیا کو سب کچھ سمجھتے ہیں.... شارٹ کٹ کے ذریعے دولت کمانے والے اکثر نقصان اُٹھاتے ہیں.... حرام رزق جتنی آسانی سے اور جلدی سے آتا ہے اتنی ہی جلدی چلا بھی جاتا ہے۔ خوش قسمت لوگ وہ ہوتے ہیں جو ان عبرتوں سے نصیحت پکڑیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

والذی نفسی بیده لا یکسب عبد مالا من حرام فینفق منه فیبارك له فیه، ولا یتصدق فیقبل منه ولا یتركه خلف ظهره الا كان زاده فی النار، ان الله لا یمحو السیئ بالسیئ ولكن یمحو السیئ بالحسن، ان الخبیث لا یمحو الخبیث

''اللہ کی قسم! جو شخص حرام مال کماتا ہے اس سے خرچ کرتا ہے تو اس مال میں برکت نہیں ہوتی..... اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا..... جو حرام مال اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے عذابِ جہنم میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتا..... بلکہ برائیوں کو نیکیوں کے ذریعے مٹاتا ہے۔ بے شک ایک گناہ دوسرے گناہ کو مٹاتا نہیں ہے۔''

(مسند احمد، کمالدین تدان – تالیف :عبداللہ سید الرفاعی قصص من الواقع، ثانی، صفحہ 185)

جوانی کا پاگل پن

جوانی کا جوش، بے پرواہ زندگی، تیز رفتار ڈرائیونگ اور اونچی آواز میں میوزک سننا آج کل کے نوجوانوں کا خاصہ بن چکا ہے۔ مغرب کی نقالی اور اداکاروں کی پیروی نے نئی نسل کو بگاڑ دیا ہے۔

''عمیر'' بھی ان لڑکوں میں شامل تھا، جو تعلیم میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ تمام لوگ اس کے اچھے اخلاق و کردار کی گواہی دیتے تھے۔

افسوس صد افسوس کہ بُرے دوستوں نے اسے کہیں کا نہ چھوڑا...... صحبتِ صالح، انسان کو نیک بنا دیتی ہے..... اسی طرح صحبتِ بد انسان کو بدکردار بنا دیتی ہے۔ آوارہ لڑکوں کی ٹولی نے عمیر جیسے لائق ترین لڑکے کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ان عیاش لڑکوں کا فلسفۂ حیات کچھ یوں تھا:

نَحْنُ صِغَارٌ، وَمَا زِلْنَا شَبَابٌ، نُرِيْدُ اَنْ نَّتَمَتَّعَ بِالْحَيَاةِ وَمُلَذَّاتِهَا

''ہم نوجوان ہیں۔ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے، جوانی کے چند دن مزے لوٹنے دو۔ بعد میں ہم توبہ کرلیں گے''۔

تم اے عمیر! امیر باپ کے اکلوتے بیٹے ہو۔ تمہارے گھر میں قیمتی کار موجود ہے۔ جاؤ اس کو لے کر آ جاؤ، ہم تھوڑی دیر میں گھوم پھر کر آ جائیں گے۔

عمیر نے اکیلے میں کبھی گاڑی نہیں چلائی تھی۔ لیکن آوارہ دوستوں کے اُبھارنے پر والد صاحب کو بتائے بغیر گاڑی لے آیا۔ سب دوست گھوم پھر کر واپس آ گئے۔

اب عمیر کو گھومنے پھرنے اور دوستوں کے ساتھ مل کر سگریٹ پینے کا چسکا پڑ گیا۔ وہ اکثر اسکول سے غائب ہوجاتے...... آوارہ گردی کرتے...... نشے بازی کرتے...... فلمیں دیکھتے۔

دوسرے لڑکے تو پہلے ہی برباد تھے لیکن عمیر کی تعلیمی و اخلاقی عادات خراب ہوگئیں......

وہ والد صاحب سے روز روز پیسے مانگتا...... گھر میں جو ہاتھ لگتا چرا لیتا...... کیونکہ دوستوں اور خود اس کو نشے کے لیے پیسے چاہیے تھے......

گناہوں کے اثرات زندگی پر آہستہ آہستہ پڑتے ہیں...... گناہوں کا خطرناک انجام یہ ہوا کہ عمیر کے حالات بدلنے لگے...... تعلیمی میدان میں سب سے پیچھے ہوگیا...... قوتِ حافظہ کمزور ہوگیا...... بُرے دوستوں نے بُری عادات پر لگا دیا تھا جس کے نتیجے میں صحت و تندرستی تباہ ہوگئی...... اب گناہوں کی بھاری قیمت ادا کرنے کا وقت آ گیا۔

ایک شام کو عمیر اپنی کار میں دوستوں کو لے کر ساحلِ سمندر پر چلا گیا۔ وہاں پر نشے کے ساتھ ساتھ اونچی آواز میں گانے لگالیئے۔ چرس والے سگریٹ پیتے گئے اور ناچ گانے کا پروگرام چلتا رہا......

رات گئے واپسی ہوئی۔ ایک لڑکا نشے میں بدمست ہوکر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا...... ساتھ ساتھ تیز گانے بھی چل رہے تھے۔

اس نے ایک لڑکے کے اُبھارنے پر رفتار تیز کرلی۔ حالانکہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے''...... جوانی کے پاگل پن

میں لوگ جلد بازی کرتے ہیں، یہ لڑکے بھی انتہائی تیز رفتار گاڑی چلانے لگے۔

ایک موڑ پر اچانک آگے ٹرک آ گیا...... تیز رفتار گاڑی سنبھالی نہ گئی اور دھماکے سے ٹرک کے ساتھ جا ٹکرائی...... گاڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے...... لڑکوں کی لاشیں مسخ ہوگئیں...... اللہ رب العزت ہمیں ایسے بُرے انجام سے محفوظ رکھے...... بُری موت سے بچائے (آمین)...... نشے کی حالت میں گانے سنتے ہوئے موت آنا، واقعی حسرت ناک موت ہے......

(دماءٌ علی الطریق – صالح سالم بادویلان قصص من الواقع– الجزء الاوّل، ص 139)

کیبل نیٹ ورک کی تباہ کاریاں

حبیب، جوانی کے ایام میں ایک مثالی متقی پرہیزگار نوجوان تھا۔ اس کا حلقۂ احباب بھی صالح دوستوں پر مشتمل تھا۔ کتاب اللہ قرآن کا حفظ بہت کم عمری میں مکمل کرنے کے بعد مزید علوم قرآنی حاصل کر رہا تھا...... اپنے دوستوں کے ساتھ نماز باجماعت قائم کرنے کے ساتھ ساتھ نفل روزوں کا اہتمام کرتا...... الغرض وہ ایک آئیڈیل مسلمان نوجوان تھا......

اس کے والدین اور دوسرے بھائیوں نے گھر میں بڑا سا .T.V اور کیبل نیٹ ورک لگا لیا۔ حالانکہ حبیب نے بہت احتجاج کیا، ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح اس خبیث کیبل سے جان چھوٹ جائے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان چینلوں میں سوائے عریانی، فحاشی اور بے حیائی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

حبیب اپنے گھر والوں کو اس T.V کے نقصانات بتاتا...... لیکن سب گھر

والے اسے کہتے: کہ ''ہم نے صرف دُنیا کی خبروں اور ملکی حالات سے آگاہی کے لیے کیبل لگائی ہے۔ اور ہاں تم ٹی وی کو غلط نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس میں فلموں کے ساتھ ساتھ مفادِ عامہ اور معلومات کے چینل بھی آتے ہیں...... ہم صرف اچھائی اور بھلائی حاصل کریں گے۔ برائی سے دور رہیں گے۔''

حبیب نہ چاہتے ہوئے بھی چپ رہا..... شیطان اسی طرح تمام لوگوں کو گمراہ کرتا رہا ہے۔ برائی کے جال میں پھنسانے کے لیے پہلے بُرائیوں کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ لوگ اس کے دھوکے میں پھنس کر کہیں کے نہیں رہتے سب سے پہلے ان کا دین اور اعمالِ صالحہ برباد ہوتے ہیں، پھر ان کی دنیا برباد ہونے لگتی ہے۔ شیطان بھلا خاموشی سے حبیب کو کہاں چھوڑنے والا تھا۔ شیطان نے وسوسہ دیا، چلو ایک بار ضرور دیکھنا چاہیئے کہ کیبل کے چینلز میں کیا کیا خبریں اور معلومات ملتی ہیں..... جو چیزیں فائدہ مند ہوں گی وہ لے لوں گا اور فضول چیزوں کو چھوڑ دوں گا۔ اس کا نفس بار بار ترغیبیں دیتا رہا......

ایک رات جب سب گھر والے سو گئے، تو اس نے خاموشی سے ٹی وی کھول لیا۔ کاش کہ حبیب جیسا حافظِ قرآن صالح نوجوان رات کے اس پہر ٹی وی آن نہ ہی کرتا تو بہتر تھا..... رات گئے چینلوں پر انتہائی فحش فلمیں آنے لگتی ہیں اس کی آنکھیں اس گندے ترین منظر پر جم کر رہ گئیں...... وہ ریموٹ سے ٹی وی کو بند کرنا ہی بھول گیا..... وہ گیا اور آج تک حبیب پھر کیبل ٹی وی سے دور نہیں ہوا...... فحش گانوں، گندی فلموں نے اس پر جادو کر دیا تھا۔

اس کی عقل مندی اور پرہیزگاری دھری کی دھری رہ گئی...... برسوں کا

نمازی اب ہر نماز سے پیچھے رہنے لگا، آہستہ آہستہ نمازیں فوت ہونے لگیں......
اس کا دل و دماغ ہمیشہ گانوں میں مگن رہنے لگا...... انسان میں ایک ہی دل ہوتا ہے اگر اس میں گندگی اور فحاشی بھر دیں تو پھر قرآن و ایمان نہیں رہتا...... یہ بے چارہ کہیں کا نہیں رہا...... اب فلمی اداکاروں جیسے لباس پہنتا...... ان کی نقالی کرتا اور طرح طرح کے آوارہ دوستوں میں فضول ٹائم پاس کرتا......

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ثابت قدمی سے دین پر قائم رہنے کی ہمت عطا فرمائے...... (آمین)

آج کل ہمارے نوجوانوں کی تباہی کا مرکزی کردار یہ کیبل ٹی وی ہے...... یہ بہت بڑا فتنہ ہے جو ہمارے گھر گھر میں پہنچ چکا ہے...... شب و روز ان فلموں سے متاثر ہو کر لڑکیاں گھروں سے بھاگ جاتی ہیں...... لڑکے منشیات استعمال کرنے لگتے ہیں، پھر بھی ہم سب کیبل ٹی وی کو استعمال کرنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تراش لیتے ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے گھروں کو بچاؤ! اپنی اولادوں کی عاقبت خراب نہ کرو۔ ان معصوم بچوں کو فلموں کے حوالے نہ کرو وگرنہ ان کا انجام بھی حبیب جیسا ہو سکتا ہے۔

(کمالدین ندان، عبداللہ سید الرفاعی، قصص الواقع، جزء اوّل صفحہ169)

غرور وتکبر اللہ کو پسند نہیں ہے

شکیل نامی نوجوان اپنی جسمانی قوت اور مضبوط ڈیل ڈول کی وجہ سے اپنے ہم عصر نوجوانوں سے بہت ممتاز تھا۔ اس کو اپنی قوت وطاقت پر بہت ناز تھا...... شیطان نے اس کو غرور وتکبّر پر اُبھارا...... حالانکہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں میں غرور وتکبّر قطعاً پسند نہیں۔ اس کی بستی والے تمام لوگ ہمیشہ اس کو سمجھاتے کہ غرور کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے...... تم اللہ سے ڈرو! اس کے دیئے ہوئے جسم و مال پر مت اِتراؤ...... مگر شکیل کو جوانی کے غرور نے کوئی بات سمجھنے نہ دی۔

اس بستی کے قریب ہی ایک قبرستان تھا۔ شہر جانے کے لیے تمام لوگ لمبا راستہ اختیار کر کے شہر جاتے تھے...... لیکن شکیل سب کو بے وقوف اور بزدل کہتا اور ہمیشہ قبرستان کے درمیان سے شہر میں آیا جایا کرتا۔

ایک دن کا ذکر ہے، دوسری بستی کا ایک کسان رات کے وقت قبرستان سے گزر رہا تھا۔ رات کو چاند بھی نہیں نکلا تھا۔ اس لیے چارسو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بے چارہ کسان راستے کو ٹٹول کر چلتا گیا...... اچانک وہ ایک گہرے گڑھے میں گر گیا...... یہ گڑھا تھا یا کوئی تازہ قبر تھی...... کسان اندھیرے کی بناء پر شدید خوف زدہ ہوگیا۔ وہ کافی دیر چیختا چلاتا رہا لیکن کوئی مدد کو نہ آیا۔ کسان نے تمام کوششیں کرلیں کہ کسی طرح گہرے گڑھے سے باہر نکل جائے لیکن تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ آخرکار وہ تھک ہار کر چپ ہوگیا اور سوچا کہ یہیں رات بسر کی جائے صبح دیکھا جائے گا۔

کسان کو گڑھے میں گرے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی۔ وہ تھکاوٹ کی وجہ

سے وہیں سو گیا۔

اسی رات مغرور شکیل بھی اپنے دل میں گاؤں کے لوگوں کو بزدل اور بے وقوف کہتے ہوئے قبرستان سے گزر رہا تھا۔ حالانکہ وہ اکثر و بیشتر اسی راستے سے گزرتا تھا مگر پھر بھی تقدیر نے غرور و تکبر کی وجہ سے اسے سزا دینے کا فیصلہ کرلیا..... وہ اچانک اسی گڑھے میں گر گیا، جس میں کچھ دیر پہلے بے چارہ کسان گرا تھا۔

شکیل گڑھے میں گرتے ہی شدید خوف زدہ ہو گیا..... اس نے اُٹھ کر باہر نکلنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ وہ خوف و دہشت سے تھر تھر کانپتے ہوئے اُچھل اُچھل کر باہر نکلنے کی بے سود کوششیں کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں کسان بھی جاگ گیا۔ اس نے نیند کی وجہ سے آہستہ سے کہا:

''بھائی میں نے بھی نکلنے کی بہت کوششیں کرلی ہیں لیکن میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ بھائی آؤ ہم یہیں رات بسر کر لیتے ہیں۔''

شکیل اندھیرے کی وجہ سے پہلے ہی بہت دہشت زدہ تھا۔ اب رہی سہی کسر اس آواز نے پوری کردی..... وہ انتہائی خوف زدہ ہو گیا۔ اسے لگا کہ کوئی مردہ قبر سے بول رہا ہے۔ شکیل وہیں گر گیا اور ہارٹ فیل ہو جانے سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

صبح کو روشنی میں کسان با آسانی گڑھے سے باہر نکل آیا..... اور گاؤں کے لوگوں کو شکیل کے بارے میں باخبر کیا۔

عزیزانِ گرامی !

واقعی غرور کا سر ہمیشہ نیچا رہا ہے۔ ہم میں سے کسی کو بھی اپنی قوت، مال اور حسن پر اکڑنا نہیں چاہیے...... جو شخص اللہ کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں......

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرْجِلاً جُمَّتَهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''ایک شخص بڑے اعلیٰ لباس میں تکبر کی حالت میں جا رہا تھا۔ اس کے غرور کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا...... وہ قیامت تک دھنستا ہی رہے گا۔''

(بخاری، مسلم، احمد، کمالدین ئدان، سید عبداللہ الرفاعی القصص من الواقع، جزء اوّل، صفحہ 177)

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے

اللہ مالکُ الملک کا فرمانِ ذی شان ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ

(تغابن: 14)

''اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے تمہارے لیے بعض دشمن ہیں لہٰذا تم ان (دشمنوں) سے بچو''۔

ہماری زندگی میں ایسے لوگ جابجا نظر آتے ہیں جو بیویوں یا بچوں کی وجہ سے اللہ کا غضب مول لیتے ہیں۔

ایک ایسا ہی واقعہ عبدالحمید کشک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

ایک مالدار آدمی کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس کے اکلوتے بیٹے نے اپنی والدہ کی خدمت کی تمام تر ذمہ داری خود سنبھال لی۔ باپ بہت سی دولت چھوڑ کر گیا تھا.....

بیٹے نے اس دولت کو ماں پر خرچ کرنا شروع کردیا۔ وہ ہر طرح سے اپنی ماں کا خیال رکھتا..... ماں نے اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے چاند سی بہو لانے کے لیے کوششیں شروع کردیں..... ایسے موقعوں پر لوگ سیرت یا دینداری کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کی کوشش ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ خوبصورتی اور مال و دولت حاصل ہو جائے۔

اس کے بیٹے کا نام ''نعیم'' تھا..... نعیم کی ماں نے اس کی شادی ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی سے کردی۔ بدقسمتی سے نعیم کی بیوی انتہائی مفاد پرست اور خود غرض ثابت ہوئی۔ اس کو صرف اپنی ذات کی پرواہ ہوتی تھی۔

اس بدبخت عورت نے اپنی ساس کی زندگی اجیرن کردی۔

اپنی زبان اور رویوں سے بے چاری ماں کو ایذاء پہنچانے لگی۔

اللہ تعالیٰ بھی نعیم اور اس کی نئی نویلی بیوی کا امتحان لینا چاہتا تھا..... نعیم کی ماں اب نفسیاتی مریضہ بن چکی تھی..... بیماری اور بہو کے ظلم و ستم نے اس کو ایک طرح سے پاگل بنا دیا۔

ایک دن نعیم کی بیوی نے رات کو اپنے شوہر کے سامنے دو شرائط رکھ دیں۔

''میں مزید تمہاری پاگل ماں کے ساتھ گذارا نہیں کرسکتی۔ تم یا تو اپنی ماں کو

اپنے پاس رکھو......یا مجھے اپنے پاس رکھو...... یاد رکھو...... بیوی یا ماں......کل ہر حال میں مجھے جواب چاہیے۔''

نعیم نے اپنی بیوی کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ اب نعیم سوچ میں پڑ گیا...... ''بوڑھی ماں ہے جو ذہنی مریض بھی ہے اور دوسری طرف بیوی۔'' آخرکار اس کا خبیث نفس جیت گیا، اس کی ہوس بازی لے گئی...... بدبخت نے ماں سے جان چھڑانے کا ارادہ کرلیا۔

اس رات کو چاند نہیں نکلا تھا...... اس لئے ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا...... نعیم اپنی ماں کو بہانے سے چھت پر لے گیا...... اور دھکا دے دیا...... بوڑھی ماں نیچے گرتے ہی دم توڑ گئی...... لیکن اس کی آخری سانسیں جاتے جاتے شقی القلب بیٹے کو بددعا دے گئیں...... اپنے رب سے انصاف کی اپیل کر گئیں......

ماں کے مرنے پر بیٹا صبح کو دھاڑیں مار مار کر رویا...... تعزیت کرنے والوں کا مجمع اکٹھا کیا......لوگوں کی دعوتیں کیں...... ایصالِ ثواب کے لئے دیگیں پکائیں اور صدقہ و خیرات کیا...... لیکن ظالم کو معلوم نہ تھا کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے...... اور اب اللہ کی لاٹھی حرکت میں تھی۔

چند برسوں بعد نعیم کو بھی وہی بیماری لگ گئی جو اس کی ماں کو لگی تھی...... وہ ذہنی مریض بن گیا...... اٹھتے بیٹھتے غصہ کرنا، لڑنا جھگڑنا اس کا معمول بن گیا......

اب کی بار اس کی لاڈلی بیوی خود نعیم سے تنگ آ گئی...... آخر کب تک پاگل شوہر کو برداشت کرتی...... وہ نعیم کو بھوکا پیاسا رکھنے لگی...... اس پر ہر طرح کا ظلم و ستم کرنے لگی...... ایک دن تاریک رات کو نعیم چھت پر گیا اور پاگل پن کے

دورے میں خود کو نیچے گرا لیا...... نیچے گرتے ہی عبرتناک انجام کا شکار ہو گیا۔
یہ واقعہ ہر اس شخص کے لیے نصیحت آموز ہے جو دل و دماغ رکھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کبیرہ گناہ اور پھر ایسے عبرتناک انجام سے محفوظ فرمائے۔ (کتاب "من نهاية الظالمين" صفحه 100)

وہ اپنی انتڑیاں جہنم کی آگ میں گھسیٹ رہا تھا

جہنم کی ہولناک آگ، لوگ اپنے اپنے غم میں مبتلا ہوں گے لیکن اس بدبخت کو دیکھ کر جہنمی اپنی تکلیف کو کم سمجھیں گے...... اس کا نام عمرو بن لُحیؒ الخزاعی ہے۔

رسولِ آخر الزماں ﷺ کا فرمان ہے:

"سب سے پہلے جس شخص نے دینِ ابراہیمی میں تبدیلی کی وہ عمرو بن لحی تھا۔" (رواه الطبرانی)

اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق "یہ عمرو بن لحی پہلا شخص تھا جس نے اہلِ عرب کو بتوں کی پوجا کرنے پر راغب کیا۔" (رواه الحاکم)

قارئینِ کرام!

آپ نے دیکھا کہ عوام الناس میں شرک و کفر پھیلانے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

مؤرّخ ابن ہشام کے مطابق، "عمرو بن لحی عرب میں قحط سالی کی وجہ سے

شام کے علاقے کی طرف چلا گیا۔ وہاں پر نوح علیہ السلام کی قوم میں سے ایک قبیلے عمالقہ سے جاملا...... عمرو نے دیکھا کہ عمالقہ قبیلے کے افراد بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

عمرو نے پوچھا: ''یہ کون سے بت ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو؟''

ان مشرکوں نے بتایا: ''ہم ان مجسموں کی پوجا کرتے ہیں۔ ہم ان سے بارش اور امداد مانگتے ہیں۔ یہ بت ہمیں بارش اور ہر قسم کی مدد فراہم کرتے ہیں۔''

اہلِ عرب قحط سالی سے پریشان تھے۔ چنانچہ عمرو نے ان سے کہا: ''مجھے بھی ایک بت عنایت کرو میں اس کو اپنے ساتھ عرب لے جاؤں گا۔

اس طرح ان مشرکوں نے ''هُبَلُ'' نام کا ایک بت لے جا کر مکہ میں نصب کر دیا۔ اور لوگوں کو اس بت کی تعظیم و عبادت کرنے کا حکم دیا۔

پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔''

(بخاری)

اس بدبخت لعین نے لوگوں میں بتوں کے لیے نذرُ و نیاز اور قربانی کرنے کا رواج ڈالا تھا۔ یہی رواج آج کل کے نام نہاد مسلمانوں میں بھی عام ہے۔

(کتاب ''نهاية الظالمين'' صفحه 179)

ظالم ترین حجّاج بن یوسف کا انجام

حجاج بن یوسف بہت ظالم اور سفاک شخص تھا۔ تاریخِ اسلام میں ایسے دہشت گرد کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔ بنو اُمیّہ کے مخالفین کا خون بہانا اس کے نزدیک جائز تھا۔

ہشام بن حسان کہتے ہیں: ''جن افراد کو حجاج نے اپنے ظلم کا نشانہ بنا کر قتل کیا ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔''

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاج کی حالاتِ زندگی میں لکھا ہے: ''حجاج بڑا سرکش، جابر اور ظالم تھا۔ اس نے بہت لوگوں کا خون بہایا۔ اس کی بدترین تاریخ سے تمام سیرت کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اس نے حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو کعبہ میں محصور کر دیا۔ کعبہ پر سنگ باری کی۔ نمازوں کو معطل کیا۔ ہم سب حجاج سے نفرت کرتے ہیں۔ اس سے محبت نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ کے لیے بغض رکھتے ہیں۔ اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا ہمارے ایمان کی مضبوط کڑی ہے۔''

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: ''اگر قیامت کے دن ہر امت اپنے اپنے دور کا خبیث ترین آدمی لائے گی تو ہم حجاج کی وجہ سے ان پر غالب آجائیں گے۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد حجاج گیا...... اور جا کر کہنے لگا: ''تمہارے بیٹے عبد اللہ نے بیت اللہ میں فساد پھیلایا اس لیے اللہ نے ان کو سزا دی ہے۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اے حجاج! تم جھوٹے ہو عبداللہ بن زبیر اپنے والدین سے بہت نیکی کرنے والے، روزہ رکھنے والے، شب زندہ دار تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ'' بنو ثقیف قبیلے میں ایک ظالم اور ایک کذّاب نکلے گا۔ بے شک کذّاب تو مختار ثقفی تھا اور ظالم تم ہو۔''

حجاج کے بڑے گناہوں میں سے ایک اس کا حضرت سعید بن جُبیر رحمہ اللہ کو شہید کرنا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے مطابق حجاج نے جب سعید بن جُبیر رحمہ اللہ کو گرفتار کیا تو کہا:

''اے بدبخت! میں تم کو قتل کردوں گا۔''

سعید بن جُبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تو اگر مجھے قتل کردے گا تو میں سعید (خوش قسمت) بن جاؤں گا۔ میری ماں نے مجھے یہی نام (سعید) دیا ہے۔''

اس کے بعد حجاج نے سعید کا خونِ ناحق کردیا۔ پھر حجاج بمشکل چالیس دن زندہ رہ سکا۔ اُسے راتوں کو نیند نہیں آتی تھی۔ جب بھی سونے کی کوشش کرتا تو خواب میں اس کے سامنے سعید بن جُبیر رحمہ اللہ آجاتے۔ اور اس کو پکڑ کر کہتے ''اے دشمنِ خدا تم نے مجھے کیوں قتل کیا'' ؟؟

حجاج رو رو کر سعید سے جان چھڑاتا لیکن جان نہیں چھٹتی۔ آخرکار ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (البدایة والنهایة 103/9، کتاب: نهایة الظالمین، صفحه 178)

عید قرباں کے دن اس بدبخت کو ذبح کر دیا گیا

اس خبیث اور بدبخت کا نام ''جعد بن درہم'' تھا۔

تاریخِ اسلام میں ایسے عبرت ناک انجام سے دوچار ہونے والے لوگ بہت کم ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''جعد بن درہم پہلا شخص تھا جو مسلمانوں کے عقائد میں بگاڑ کرتا تھا۔ مثلاً اس خبیث انسان کا بدترین عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرماتا۔ یا (نعوذ باللہ) قرآن اللہ کی صفت نہیں بلکہ مخلوق ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جو صفاتِ الٰہیہ کا انکار کرتا تھا۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جعد بن درھم نے یہ کفریہ عقیدہ دراصل ابان بن سمعان سے حاصل کیا تھا...... ابان بن سمعان نے لبید بن اعصم یہودی کے شاگرد طالوت سے یہ کفر حاصل کیا اور پھر مسلمانوں میں پھیلایا''......

جعد بن درہم کا انجام

اس کفر و شرک پھیلانے والے منکرِ حق کو 124ھ میں عید الاضحیٰ کے دن امیرِ عراق خالد بن عبداللہ القسری نے کھلے میدان میں ذبح کر دیا تھا۔

امیرِ عراق نے یوم الاضحیٰ کو خطبہ عید میں کہا:

''اے لوگو! تم جاؤ اور اپنے اپنے جانوروں کی قربانیاں کرو۔ اللہ تمہاری

قربانیوں کو قبول فرمائے...... میں جعد بن درہم کو ذبح کروں گا۔ یہ ظالم منکرِ صفاتِ خدا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست نہیں بنایا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔''

خطبہ کے بعد آپ نے اسی جگہ جعد کو ذبح کردیا۔ جعد کے بارے میں تابعینِ عظام کا فتویٰ موجود تھا...... اہلِ سنت والجماعت نے امیرِ عراق کے کارنامے پر بہت شکر گزاری کا اظہار کیا۔

(الجزاء مں جنس العمل (364/1نهاية الظالمين 173)

ظالم کا جسم جیل خانہ بن گیا

بادشاہوں اور امراء کے دربار میں بک جانے والے قاضی اور علماء......عوام الناس اور علماءِ حق کے لیے بہت نقصان کا باعث بن جاتے ہیں...... ایسے ہی درباری لوگوں میں ایک ظالم'' احمد بن ابوداؤد المعتزلی'' ہے۔ یہ معتصم باللہ (عباسی خلیفہ) کا قاضی تھا...... اس ظالم نے اپنے عہدے کے ذریعے علماء اہلِ سنت پر بڑے ظلم ڈھائے۔ بے شمار لوگوں کو قتل کیا، سزائیں دیں اور جیل میں ڈالا۔

امامِ کبیر احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو جیل بھیجنے اور کوڑوں کا حکم دینے والا یہی تھا۔ امام احمد ابن جنبل رحمہ اللہ کو بُرا کہنے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے میں سب سے آگے رہتا تھا۔ اس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر امام حمد بن حنبل رحمہ اللہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی بددعا دے دی۔

اب اللہ کی لاٹھی حرکت میں آگئی...... یہ ظالم قاضی لاعلاج بیماری میں مبتلا

ہو گیا...... یہ موت مانگتا تھا لیکن اس کو موت نہیں آتی تھی...... سارا سارا دن ایڑیاں رگڑتے رگڑتے گزرتا...... ایک بار شیخ عبدالعزیز الکنانی رحمہ اللہ اس بدبخت سے ملنے آئے...... فرمایا: ''میں تم جیسے ظالم کی عیادت کرنے نہیں آیا...... بلکہ تم کو دیکھ کر اللہ کی حمدُ وثنا بیان کرنے آیا ہوں...... اللہ نے تمہارے جسم کو تمہاری روح کے لیے قید خانہ بنا دیا ہے۔''

امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علماءِ حق پر ظلم وستم کرنے اور ان کو قتل کرنے کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے قاضی احمد بن ابوداوٗد المعتزلی کو موت سے چار سال قبل فالج میں مبتلا کر دیا...... یہ بڑے عبرتناک انجام سے دوچار ہوا...... بستر پر پڑا روتا تھا...... اپنے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دے سکتا تھا...... اس کے لیے کھانا پینا اور بیوی سے ملنا حرام ہو گیا...... اللہ کا عذاب اس قدر سخت تھا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ اس قدر نازک ہو چکا تھا کہ اگر کوئی مکھی بھی بیٹھ جاتی تو اسے لگتا کسی سانپ نے ڈس لیا ہے...... اسی طرح جسم کا دوسرا نصف حصہ اس قدر سخت ہو گیا تھا کہ اگر واقعی سانپ ڈس لیتا تو اس بدبخت کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا۔''

اس کے پاس بعض اہلِ علم آئے اور کہنے لگے:

''ہم تمہاری عیادت کو نہیں آئے ہیں۔ نہ ہی افسوس کا اظہار کرنے کے لیے آئے ہیں۔ ہم اس ذاتِ باری تعالیٰ کی حمدُ وثناء بیان کرنے آئے ہیں، جس نے تیرے جسم کو بھی جیل خانہ بنا دیا ہے۔ واقعی دنیا کی تمام جیلوں سے بڑھ کر یہ جیل زیادہ سخت ہے۔'' (البداية والنهاية–336/1)

جب اس کی موت واقع ہوگئی تو کوئی شخص جنازے میں شریک نہ ہوا...... سلطانِ وقت کے حکم پر چند افراد نے اس کے جنازے کا اہتمام کیا...... اس کے برعکس علماءِ توحید کے سرخیل ابن حنبل رحمہ اللہ کا جنازہ تاریخِ اسلام کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

واقعی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول سچ ثابت ہوا:

قُوْلُوْا لِاَهْلِ الْبِدَعِ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْجَنَائِزُ حِيْنَ تُمَرُّ

''اہل بدعت کو کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فرق جنازوں کے دن ثابت ہو جائے گا۔ جب جنازے اُٹھائے جائیں گے۔''

(الجزاء من جنس العمل 352/1، کتاب : نهاية ، صفحه 172)

اللہ کی پکڑ کافی ہے!

الشیخ محمد بن محمد بن المھدی نے میمونہ بنت ساقولہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں:

''ہمارا پڑوسی بہت ایذاء و تکلیف پہنچاتا تھا...... ہمہ وقت اس کی طرف سے پریشانی و دکھ پہنچتے رہتے تھے...... وہ کسی طور بھی باز نہ آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھی، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ہر صورت میں سے ایک ایک آیت تلاوت کی...... نماز کے بعد دُعا مانگی کہ ''اے اللہ! ہمیں اس ظالم و فاسق پڑوسی کے شر سے بچا...... اگلی صبح معلوم ہوا کہ یہ فاسق و فاجر انسان آج رات سیڑھی سے گر کر مر گیا۔''

(البدایۃ والنهایة – 333/11)

واقعی سچ فرمایا نبی آخر الزماں ﷺ نے:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ لَاشَكَّ فِيْ اِجَابَتِهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ لَآ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ لَآ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ

یعنی تین افراد کی دعائیں بلاشک وشبہ قبول ہوتی ہیں:

(1) مظلوم کی دُعا (2) مسافر کی دُعا (3) والد کی دُعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو۔ بے شک یہ آگ کے شعلے کی مانند آسمان کی طرف جاتی ہے۔'' (رواہ الحاکم)

ایک دن محدث طاؤس یمانی رحمہ اللہ، خلیفۂ وقت ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے اور ان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: جس دن ندا دی جائے گی اس دن سے ڈرو۔''

ہشام نے پوچھا: یہ ندا کا دن کون سا ہے؟؟

فرمایا: کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی؟

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (اعراف: 44)

''قیامت کے دن، ندا دینے والا ندا دے گا کہ بے شک لعنت ہے ظالموں پر۔''

یہ آیت سن کر خلیفہ ہشام روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔

محدث طاؤس رحمہ اللہ نے کہا: ''جہنم کی صفت سن کر یہ حالت ہے جب آنکھوں سے دیکھو گے تو کیا حالت ہو گی۔'' (نہایۃ الظالمین، صفحہ 169)

جو کسی کی بیوی کو گمراہ کرے!!

مشہور تابعی ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازتے تھے۔

ان کا مستجابُ الدعوات ہونا بہت مشہور تھا، لوگ اکثر ان سے دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب آپ مسجد سے گھر کی طرف جاتے تو ''اللہ اکبر'' بلند آواز سے کہتے۔ آپ کی آواز سن کر آپ کی زوجۂ محترمہ فوراً دروازہ کھولتیں اور خاطر مدارات کرتیں۔ اور کھانا پیش کرتی تھیں۔ ایک رات کو گھر آئے تو خلافِ معمول تکبیر سن کر کسی نے دروازہ نہیں کھولا...... گھر میں داخل ہوئے تو چراغ بھی روشن نہ تھا۔ آپ کی زوجۂ محترمہ سر جھکائے سوچ وبچار میں مصروف تھیں۔

پوچھا: ''کیا بات ہے؟ آج تم اتنی خاموش کیوں ہو؟؟''

کہنے لگیں: ''آپ کا مقام خلیفۃ المسلمین معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بہت اعلیٰ ہے۔ وہ آپ کی بہت قدر کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ گھر میں کوئی خادم نہیں ہے اگر آپ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بات کریں تو وہ ضرور بہت کچھ عطا کریں گے۔''

ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے غصے میں آ کر کہا: ''اے اللہ! جس شخص نے میری بیوی کے کان بھرے ہیں اور ان کو بگاڑنا چاہا ہے تو اس کو اندھا کر دے۔''

دراصل گھر میں تھوڑی دیر پہلے ایک پڑوس کی خاتون آئی تھیں۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ کی بیوی سے کہا تھا کہ: ''تمہارے شوہر کا خلیفہ کے پاس بڑا اونچا مقام ہے اگر تم اپنے شوہر سے بات کرو تو خلیفہ سے بہت مالُ و دولت حاصل کرسکتی ہو۔ تم بہت عیش کروگی۔''

ابو مسلم رحمۃ اللہ کی بددعا کا فوراً اثر ہوگیا...... وہ خاتون گھر میں بیٹھے بیٹھے نابینا ہوگئی۔ وہ گھر والوں کو کہنے لگی: ''تم نے چراغ کیوں بجھا دیا ہے؟؟''

سب نے کہا: کہ چراغ تو گُل نہیں ہے۔ بلکہ اچھی خاصی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔

اب یہ عورت سمجھ گئی کہ مجھے میرے کیے کی سزا مل گئی ہے۔

اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ روتے ہوئے ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگنے آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رحم کھاتے ہوئے اُسے معاف کردیا۔

اللہ سے دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کردے...... اس طرح اس کی بینائی لوٹ آئی۔ (حلیۃ الاولیاء: 130/8)

اس واقعے میں ان لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے جو میاں بیوی کے درمیان سازشوں کے ذریعے لڑائی اور فساد کراتے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ اَفْسَدَ اِمْرَاَةً عَلٰی زَوْجِهَا فَلَیْسَ مِنَّا

''جس شخص نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بگاڑا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (رواہ احمد، 397/2)

منکر حدیثِ رسول ﷺ کا ہولناک انجام

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے..... تو اللہ اس کے لیے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے..... اور بے شک فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی رِضا کے لیے بچھاتے ہیں''..... (ابوداؤد)

امامُ ومحدّث حضرت احمد بن ودان المالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''المجالسۃ'' میں لکھتے ہیں:

''احمد بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: ''ہم بعض محدثین کے پاس بصرہ میں موجود تھے۔ دورانِ مجلس اس حدیثِ رسول ﷺ کا بیان ہوا، جس میں فرشتوں کے پروں کا طالب علم کے لئے بچھائے جانے کا تذکرہ تھا۔

مجلس میں ایک معتزلی منکرِ حدیث موجود تھا۔ وہ اس حدیث کا مذاق اُڑانے لگا..... کہا: ''ہم کل کو اپنے جوتے خوب کیچڑ میں آلودہ کریں گے اور فرشتوں کے پروں کو روندیں گے۔''

اگلے روز وہ بدبخت جوتیاں پہن کر مجلسِ حدیث میں آیا..... اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے پاؤں میں ایسی بیماری لگی کہ اس کے دونوں پاؤں سوکھ کر لکڑی بن گئے۔

امامِ کبیر طبرانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''ہم نے ابو یحییٰ زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''ہم بصرہ کی گلیوں

سے گزر رہے تھے۔ ہماری منزل ایک محدّث کا گھر تھا۔ ہم جلدی جلدی چلنے لگے۔ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو دینی معاملات کا استہزاء کرتا تھا۔

کہنے لگا: ''بھائیو! اپنے پاؤں کو زمین پر آہستہ رکھو کہیں فرشتوں کے پر ٹوٹ نہ جائیں۔''

وہ بدبخت اسی وقت نیچے گر گیا۔ اس کے پاؤں سوکھ گئے۔ وہ چلنے پھرنے سے عاری ہو گیا۔ **(فضل العلم / محمد سعید رسلان، صفحہ 59)**

ناحق تھپڑ مارنے کی سزا

یہ سچا واقعہ مگر اثرانگیز واقعہ کتاب ''اَلرِّیَاضُ النَّضِیْرَۃُ فِیْ مَنَاقِبِ الْعَشَرَۃِ'' سے لیا گیا ہے۔ الشیخ ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''میں اپنے رفقاء کے ساتھ شام میں موجود تھا۔ ایک بازار سے گزرتے ہوئے میں نے آواز سنی ''ہائے آگ بڑی سخت ہے۔ ہائے آگ کی جلن بڑی شدید ہے۔'' میں آواز کی سمت گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں رانوں تک کٹے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے اندھا تھا۔ میں اس شخص کو بدتر حالت میں دیکھ کر ڈر گیا۔

میں نے اس شخص سے پوچھا: ''تم اس حالت پر کیسے پہنچے؟''

میرے پوچھنے پر وہ بدبخت بولا:

''میں ان ظالموں میں شامل تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر حملے کی غرض سے داخل ہوئے تھے۔ جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا تو آپ

کی زوجۂ محترمہ نائلہ رضی اللہ عنہا چیخنے لگیں۔ میں نے انھیں خاموش کرانے کے لئے ناحق تھپڑ دے مارا۔ میرے مارنے پر عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے مجھے بددعا دی ''اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ اللہ تمہیں اندھا کردے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا انجام جہنم کی ہولناک آگ سے کرے۔''

آپ رضی اللہ عنہ کی بددعا نے مجھ پر شدید اثر کیا۔ میں کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بددعا کا نتیجہ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ میرے پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور میں اندھا بھی ہو چکا ہوں۔ دعا کا آخری حصہ جہنم کی آگ میں جھونکا جانا ہے، میں اس سے ڈر رہا ہوں۔''

میں نے اس ظالم انسان کی روداد سنی تو کہا: ''تمہارے لیے ایسا ہی انجام ہونا چاہیے۔''

اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو بھی تھپڑ مارنے سے منع فرمایا ہے...... اس ظالم کے ظلم کا کیا انجام ہوگا جس نے عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو تھپڑ مارا ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میں کوڑے کے ساتھ اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ میں نے پیچھے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی:

''اے ابن مسعود! باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اس غلام سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔''

میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! میں اللہ کے لیے اس غلام کو آزاد کیئے دیتا ہوں۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اس غلام کو آزاد نہ کرتے تو جہنم کی

آگ تم کو ضرور چھوتی۔''   (مسلم:3/1280،نهاية الظالمين : صفحه 166)

عوام پر ظلم کرنے والے حکمران کا انجامِ بد

ابن البطریق نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے :

''عباسی خلیفہ قاھر باللہ نے خلقِ خدا پر بہت ظلم ڈھائے۔ اس سے قبل تاریخِ اسلام میں ایسا خون ریز حکمران نہیں آیا۔ اس کے ظلمُ وستم کی بے شمار داستانیں ہیں۔

''میں ایک دن بغداد کی جامع مسجد'' منصور'' میں نماز ادا کرنے گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عنابی رنگ کے جبّے میں تباہ حال انسان دروازے پر کھڑا ہے اور آوازہ لگا رہا ہے کہ'' اے لوگو! مجھ پر صدقہ کرو۔ کل تک میں امیر المؤمنین خلیفہ تھا......آج بغداد کا فقیر ہوں۔''

میں نے معلوم کیا: کہ یہ کون شخص ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: یہ'' قاھر باللہ'' ہے۔

اس واقعے میں حکمرانوں اور دولت مندوں کے لیے عبرت کا بڑا سامان موجود ہے۔ ہم اللہ کی ناراضگی اور زوالِ نعمت سے پناہ مانگتے ہیں۔ قاھر باللہ نے چھ سال چھ مہینے اور سات دن حکومت کی تھی۔ دورانِ حکومت بہت خون بہایا۔ ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ اپنے ساتھ نیزہ رکھتا اور جسے چاہتا گھونپ دیتا۔

اگر اس کا وزیر'' سلامہ'' نہ ہوتا تو بہت سے لوگوں کی ہلاکت کا باعث بنتا۔

اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو دنیا میں ہی نشانِ عبرت بنا دیا۔

(نهاية الظالمين، صفحه 165)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

حضرت امام وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''گزشتہ قوموں میں سے ایک جابر بادشاہ نے پُرشکوہ محل بنایا۔ اس کو بڑی شانُ وشوکت سے سجایا۔ اسی دوران ایک غریب بُڑھیا نے اپنے رہنے کے لئے محل کے قریب ایک جھونپڑی بنائی اور اس میں رہنے لگی۔

ایک دن بادشاہ نے سوار ہو کر اپنے محل کا چکر لگایا...... اس کو محل کے ساتھ جھونپڑی کا ہونا اچھا نہ لگا...... اس کے حکم سے جھونپڑی توڑ دی گئی ...... شام کو جب بُڑھیا اپنے آشیانے پر لوٹ کر آئی تو دیکھا کہ سب کچھ برباد ہو چکا ہے...... اس کو بتایا گیا کہ بادشاہ کے حکم پر جھونپڑی توڑ دی گئی ہے...... بُڑھیا نے اشک بار آنکھوں سے آسمان کو دیکھا اور عرض کی:

''اے اللہ! اے مالکُ الملک! میں تو اپنے گھر میں موجود نہ تھی لیکن میرے رب تو تو سب کچھ دیکھ رہا تھا......؟؟''

مظلوم کی دُعا عرش تک پہنچی! کہ اللہ کے حکم پر جبرئیل علیہ السلام نے محل کو مکینوں سمیت اُلٹ دیا۔ (الکبائر للامام ذھبی، صفحہ 116)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

آلِ برامکہ کے وزیر خالد بن برمک کو جب جیل ہوئی تو اس نے اپنے والد کو کہا:

''اے والدِ محترم! بڑی عزت و رفعت کے بعد جیل جانا بہت تکلیف دہ ہے۔''

والد نے کہا:

''بیٹے مظلوموں کی دُعائیں راتوں کو سفر کر کے عرش تک جا پہنچیں...... مگر ہم ان سے غافل رہے...... وہ عرش والا رب تو ان دعاؤں سے غافل نہ تھا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''جب مظلوم کی دُعا آسمانوں کی طرف جاتی ہے تو رب العزت فرماتا ہے: ''میری عزت و جلال کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا۔ اگر چہ تھوڑی دیر بعد ہی کیوں نہ ہو۔'' **(الترغيب و الترهيب، 146/3 (نهاية الظالمين، صفحه 163)**

زندہ لاش

پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ لا يَرْحَمُ النَّاسَ لا يَرْحَمُهُ الله

''جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کھاتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔''

(بخاری، مسلم)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لا تُنْتَزَعُ الرحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

یعنی ''کسی بدبخت شخص سے ہی رحمت چھین لی جاتی ہے۔'' **(ابو داوٗد)**

مجھے بعض ثقہ راویوں نے بتایا ہے: کہ ایک شخص لوگوں پر جادو کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔ جادوگری کے پیشے کی وجہ سے اس نے بہت سے پاپ کیے۔ بے شمار شادی شدہ جوڑوں میں لڑائی جھگڑا کرایا...... اپنے جادو کے ذریعے طلاقیں

کروائیں...... جادوگروں کو جادو سیکھتے وقت شرک، کفر اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے...... اس بدبخت اور خناس نے مصحفِ قرآن کی بھی توہین کی، کیونکہ جادو کے عمل کے لیے قرآنی آیات کی توہین کرنی پڑتی ہے۔

دنیاوی دولت کی لالچ نے اسے انتہائی گھناؤنے جرائم کرنے پر اُبھارا اور وہ جادوگر حصولِ مقصد کے لیے ہر جرم کرنے پر آمادہ نظر آیا۔

مستند جادوگر بننے کے بعد لوگوں کا مال بٹورنے کے لیے اچھے بھلے گھرانوں پر جادو کیا اور ان کو تباہ و برباد کردیا...... آخرکار کسی مظلوم کی آہ عرشِ معلیٰ تک پہنچ گئی...... اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے، یہ جادوگر انتہائی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگیا......

اس کے جسم پر لاعلاج پھوڑے نکل آئے۔ ان پھوڑوں سے پیپ نکلتی رہتی، اس کے جسم سے مکروہ بدبو کے بھبکے اٹھتے تھے، جس کی وجہ سے کوئی بھی اس کے قریب نہ بھٹکتا تھا...... وہ زندہ لاش بن چکا تھا۔ وہ موت کی دُعا کرتا لیکن موت ابھی بہت دور تھی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبرت انگیز اور ہولناک عذاب سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

سچ فرمایا رسولِ عربی ﷺ نے:

''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا۔''

(بخاری، مسلم نهاية الظالمين، صفحه 162)

اللہ کا انتقام

محدّثِ کبیر امام حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا...... میں نے ایک شخص کی آہ وزاری سنی...... وہ سسکیاں لیتے ہوئے دُعا کر رہا تھا: ''اے اللہ! مجھے معاف کردے...... میرا خیال ہے تو مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا، پھر بھی میں دُعا مانگتا ہوں، تو مجھے معاف کردے۔''

میں اس شخص کے پاس گیا۔ پوچھا: ''اللہ کے بندے! کیا ماجرا ہے؟؟ یہ تم کس طرح کی دُعا مانگ رہے ہو؟؟''

وہ کہنے لگا: ''میں بڑا سرکش انسان تھا۔ میں دشمنِ صحابہ رہا ہوں۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک پر تھپڑ ضرور ماروں گا (نعوذ باللہ)...... جب آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا تو موقع پا کر میں نے اپنی قسم پوری کردی...... میں اپنی دشمنی اور انتقام میں پورا اُترا تھا...... لیکن اللہ کا انتقام ابھی باقی تھا......

وہ اپنے ولیوں اور دوستوں کی طرف سے انتقام لیتا ہے...... اللہ تعالیٰ نے میرا ہاتھ سوکھی لکڑی کی مانند کردیا۔ یہ ہاتھ اب بے حس وحرکت ہو چکا ہے۔

حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے اس بدکردار شخص کے ہاتھ کو دیکھا وہ واقعی سوکھی لکڑی کی مانند ہو چکا تھا۔

اللہ بڑا سخت انتقام لیتا ہے۔

(البداية والنهاية، ابن كثير نهاية الظالمين، صفحه 161)

عذاب الٰہی کا نمونہ...... گدھے کی مانند مرنا

ماضی قریب میں پیش آنے والا یہ سچا واقعہ ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل نے بیان فرمایا ہے۔

ایک عربی مملکت کے مشہور کالج میں دورانِ کلاس ایک بے دین ملحد نے تمام طلبہ کو مخاطب کر کے کہا:...... ''دنیا میں کسی خدا کا کوئی وجود نہیں ہے۔''

یہ بے دین دراصل کمیونسٹ نظریے کا حامل تھا۔

ڈارون کی مانند اُس کا بھی خیال تھا کہ انسان کو پیدا کرنے والا کوئی خالق نہیں ہے۔ انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس کلاس میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ ''اگر واقعی کوئی اللہ ہے تو مجھے یہیں پر موت آجائے۔''

یہ منظر بڑا دہشت ناک تھا۔ اس دعوے کو سننے والے تمام طلبہ و اساتذہ سکتے میں آگئے...... ہر کوئی دھڑکتے دل سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اگر یہ کفریہ کلمات کہنے والا نہ مرا تو سب مسلمان اپنے ایمان و عقیدے میں متزلزل ہو سکتے تھے...... وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا۔ ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد یہ ملحد شخص غرور و تکبّر سے مسلمان طلبہ کے سامنے اکڑتا ہوا گھر چلا گیا۔

کچھ لوگ شیطان کے وسوسوں میں گر گئے...... کسی نے کہا: ''شاید اللہ تعالیٰ نے اس کو حکمت کی وجہ سے زندہ رہنے دیا...... کچھ فاسق و فاجر لڑکے زور زور سے ہنسنے لگ گئے اور دین داروں کا مذاق اُڑانے لگے۔

مذکورہ بالا کفریہ دعویٰ کرنے والا شخص انتہائی خوشی کے عالم میں اِتراتا ہوا

گھر کی طرف روانہ ہوگیا...... آج اس نے بڑا معرکہ سر کر لیا تھا۔ اس کی عقلی دلیل نے سب کو چپ کر دیا تھا...... وہ اپنے زعم میں اللہ کے غیر موجود ہونے پر مہر لگا چکا تھا۔

یہ انسان بڑا ناشکرا ہے۔ اپنے خالق اپنے اَن داتا کو نہیں پہچانتا...... آخرت اور حساب و کتاب سے بے پرواہ نظر آتا ہے۔

یہ مغرور منکرِ خدا اپنے گھر پہنچا تو اس کی والدہ نے کھانا تیار کر لیا تھا۔ اس کا والد دسترخوان بچھائے اپنے بیٹے کا منتظر تھا...... اس لڑکے نے کہا: ''ٹھہرو میں ذرا منہ ہاتھ دھولوں، پھر کھانا کھالوں گا...... سب کے سامنے ہاتھ منہ دھویا، تولیے سے چہرہ صاف کرنے لگا تو سب گھر والوں کے سامنے زمین پر گر پڑا...... چند سیکنڈوں میں اس کی موت واقع ہوگئی...... پریشانی کے عالم میں اسپتال لایا گیا۔ ڈاکٹروں کو موت کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی...... میڈیکل رپورٹ میں لکھا گیا کہ اس لڑکے کی موت کی وجہ یہ تھی کہ کان میں پانی داخل ہوگیا تھا!!!''

ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل کہتے ہیں:

''یہ بات سائنسی طور پر معروف ہے کہ اگر کسی گدھے یا گھوڑے کے کانوں میں پانی داخل ہو جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس منکرِ خدا کو گدھے کی موت مارنا چاہتا تھا۔ لہٰذا جب اس نے منہ دھویا تو گدھے کی طرح اس کے کانوں میں پانی داخل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کا وجود اس کی قوت و طاقت سب کا اظہار بھی ہوگیا۔

یہ واقعہ یونیورسٹی میں پیش آیا۔

(المجلة العربية، ماهِ صفر المظفر 1413هجری)

دشمنِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) رافضی کا ہولناک انجام

حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ قیروانی سے نقل کیا ہے۔

امام قیروانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب السبتان میں لکھا کہ: ''میرا ایک پڑوسی تھا جس کی عادت تھی کہ وہ اکثر و بیشتر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔

تمام رافضی عقیدے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بالخصوص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ یہ رافضی بدبخت بھی ان دونوں یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُرا کہتا۔ ایک دن وہ حد سے بڑھ گیا...... مجھ سے رہا نہ گیا میں اس رافضی پر شدید غضبناک ہوگیا...... اس نے مجھے بھی گالیاں دیں...... میرے دل میں غمٔ و غصہ کا طوفان برپا تھا...... اس غمناک حالت میں سوگیا۔ اسی رات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔

میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' میرا پڑوسی آپ کے ساتھیوں کو گالی دیتا ہے......''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''میرے کون سے ساتھی؟''

میں نے عرض کی: ''یہ ظالم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ چھری پکڑو اور اس کو ذبح کر کے آؤ۔''

میں نے مضبوط ہاتھوں سے چھری تھام لی۔ اس رافضی کو زمین پر لٹا کر ذبح کردیا۔ میرے ہاتھ خون سے لت پت ہو گئے۔

اتنے میں کسی کے چیخنے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ میرے پڑوس سے

رونے پیٹنے اور چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے جا کر پوچھا کیا بات ہے؟ تو معلوم ہوا کہ رافضی کی موت واقع ہو چکی ہے۔

واقعی رسولِ خدا ﷺ کا فرمان سچ ثابت ہوا۔

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

''جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھ سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔'' **(بخاری، مسلم)**

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ان کو میرے بعد نشانہ نہ بناؤ۔ جو ان صحابہ سے محبت کرے گا وہ گویا میری محبت کی بنا پر ایسا کرے گا...... جو میرے صحابہ سے بغض رکھے گا، وہ گویا مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ جو میرے صحابہ کو اذیت دیتا ہے، وہ مجھے تکلیف دیتا ہے اور جو مجھے اذیت دیتا ہے، وہ گویا (نعوذ باللہ) اللہ کو اذیت دیتا ہے اور جو اللہ کو اذیت دیتا ہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑے''۔ **(رواہ امام احمد)**

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دے یا ان پر طعن کرے تحقیق وہ دین سے نکل گیا اور دین اسلام سے خارج ہو گیا۔''

(الکبائر للذھبی، صفحہ 293،نھایة الظالمین، صفحہ 159)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بطورِ خاص

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الکبائر'' میں لکھتے ہیں:

''اکثر ناپ تول میں کمی کرنے والے جہنم کی آگ میں جلیں گے......
دکانداروں اور ناپ تول کا کاروبار کرنے والوں میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو بے ایمانی سے محفوظ ہوں۔'' (الکبائر، صفحہ 276)

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: ''ایک محدّث کا بیان ہے، میں مرضُ الموت میں مبتلا شخص کے پاس گیا۔ اس پر نزع کا عالم طاری تھا۔ میں نے اسے (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) پڑھنے کی تلقین کی۔ وہ باوجود کوشش کے کلمہ توحید نہ پڑھ سکا۔ تھوڑی دیر بعد جب بیماری کا افاقہ ہوا تو میں نے کہا: ''بھائی کیا بات ہے؟ میں تمہیں بار بار کلمہ پڑھنے کی تلقین کر رہا تھا لیکن تم پڑھ نہ سکے۔''

اس مریض نے جواب دیا: ''مجھے ترازو نے روک دیا، اس لیے میں کلمہ نہ پڑھ سکا۔''

میں نے پوچھا: ''کیا تم ناپ تول میں کمی کرتے تھے؟؟''

اس نے کہا: ''نہیں! خدا کی قسم ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن میں بڑے عرصے تک اپنے ترازو کی جانچ پڑتال نہیں کرتا تھا۔ یہ چیک نہیں کرتا تھا کہ ترازو ٹھیک وزن کر رہا ہے یا نہیں۔''

یہ حالت اس شخص کی ہے جو صرف ترازو کو چیک کرنے میں سستی سے کام لیتا ہے۔ ذرا سوچئے ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو ناقص ترازو استعمال کرتے ہوں گے

اور جان بوجھ کر ناپ تول میں ڈنڈی مارتے ہوں گے؟ **(الکبائر، صفحہ 277)**

واقعی سچ فرمایا باری تعالیٰ نے :

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ **(للمطففین 1تا6)**

"ویل ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ وہ لوگ جب تول کر سامان لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں...... اور جب ناپ کر یا وزن کر کے دیتے ہیں تو کمی کرتے ہیں.....کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کھڑا نہیں ہونا...... اس عظیم (قیامت) دن میں۔ جب لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں۔"

فرمانِ نبوی ﷺ ہے :

"ویل جہنم کی وادی کا نام ہے۔ کافر اس وادی کی تہہ میں گرنے سے قبل چالیس سال تک نیچے گرتا رہے گا۔" **(رواہ امام احمد، والترمذی)**

سلفِ صالحین کے نزدیک کاروبار میں امانت داری کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ اور محدّث گزرے ہیں۔

انھوں نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ گندم کو فروخت کرنے سے پہلے صاف کر رہے ہیں تاکہ وزن زیادہ نہ ہو جائے اور خریدنے والے کو نقصان نہ ہو۔

اس اچھے کام کو دیکھ کر آپ نے فرمایا:

"تمہارا یہ عمل دو حج اور بیس عمروں سے افضل ہے۔"

کیونکہ دین دراصل معاملات میں ایمان داری کا نام ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گستاخ کا ہولناک انجام

حضرت امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم مفسرِ قرآن اور تاریخ نگار تھے۔ ان کی تاریخِ اسلام پر مبنی کتاب ''البدایة والنهایه'' میں درج ذیل واقعہ گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔

''اعین بن ضبیعة'' ...... ان خارجیوں میں شامل تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی میں پیش پیش رہتے تھے۔ جنگِ جمل کے موقع پر اس بدکردار انسان نے بڑے فتنے پھیلائے ...... صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا ہودج میں سوار تھیں۔ اس فتنہ پرور انسان نے آگے بڑھ کر ہودج سے پردہ ہٹانا چاہا...... تاکہ تمام لوگوں کے سامنے زوجۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بے پردہ کرسکے......

اس موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو لعنت دیتے ہوئے بددعا کی:

''اللہ تم پر لعنت کرے۔ اللہ تیرے ہاتھوں کو کاٹ دے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی بددعا کو مِنْ و عَنْ قبول فرمایا۔

چنانچہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس فتنہ باز کو دیکھا کہ بصرہ کے بازاروں میں جب اس کو قتل کیا گیا تو اس کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے...... بالکل عریاں حالت میں بے گور وکفن اس کی لاش پڑی سڑتی رہی۔

اللہ رب العزت سب کو بُری موت بُرے انجام سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(البدایة والنهایة، 341/5)

جھوٹے الزام کا عبرتناک انجام

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب نفوسِ قدسیہ میں شامل ہیں جن کو زبانِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی بشارت دنیا میں ہی مل گئی تھی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بڑے عبادت گزار اور انتہائی فرماں بردار بندگانِ خدا میں شامل ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی میں ایک اندوہناک حادثہ پیش آیا جو مدتوں زبانِ زدِ عام رہا۔

ایک عورت اُرویٰ بنت اویس نے آپ پر جھوٹا الزام عائد کردیا...... اس نے دعویٰ کیا کہ سعید بن زید نے میری زمین پر ناحق قبضہ کرلیا ہے۔ یہ عورت اپنے دعوے کا پرچار کرتی رہی...... عوام الناس کے درمیان اس تہمت کو پھیلاتی رہی...... ایک دن گورنرِ مدینہ مروان بن حکم کے پاس چلی گئی...... مروان اس عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت سے واقف تھا۔ اس نے بجائے اس بات کے کہ سعید کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیتا...... کچھ معزز افراد کو حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس بات چیت کے لیے بھیجا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو اس الزام سے سخت دکھ پہنچا...... آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں اس عورت پر کیسے ظلم کرسکتا ہوں۔ حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایک بالشت بھر زمین ظلماً قبضہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالے گا۔'' **(صحیح مسلم)**

اس کے بعد حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اللہ! ...... اس عورت نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کردے۔ اور جس کنویں کے بارے میں مجھ سے جھگڑتی ہے...... اے اللہ! اس کی موت اسی کنویں میں آئے...... اے اللہ! یہ بات واضح کردے کہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا۔''

اس بددعا کو مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اروی اندھی ہوگئی۔

ایک دن یہ اپنی زمینوں میں ماری ماری پھر رہی تھی کہ اسی کنویں میں گر کر مرگئی جس کے بارے میں یہ جھگڑا کرتی رہتی تھی۔ (نهاية الظالمين، صفحه 154)

صحابی رسول ﷺ کی بددُعا

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اہلِ کوفہ ہمیشہ اپنے حاکموں کی ناشکری کرتے اور اپنے بڑوں پر طرح طرح کے الزام عائد کرتے تھے...... کوفہ کی عوام تو صحابی رسول (ﷺ) کو بھی نہیں بخشتی تھی...... امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ پر گورنری کے عہدے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا (آپ رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابی رسول اور عظیم فاتح تھے)۔

اہلِ کوفہ نے اپنی عادت کے مطابق اپنے گورنر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں الزام تراشی شروع کردی۔ جب ان کے الزامات وشکوے شکایات حد سے بڑھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا...... کوفہ کے لیے نئے گورنر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا تقرر ہوگیا۔

کوفہ کے لوگوں کا پہلا الزام تھا کہ سعد اچھی طرح سے نماز نہیں پڑھتے......

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تفتیش کی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے ہمیشہ اہلِ کوفہ کو نمازِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز پڑھائی...... نمازِ عشاء میں پہلی دو رکعتیں لمبی اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے سعد کے بارے میں یہی گمان تھا۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مزید چھان بین کے لیے چند افراد کو کوفہ بھیجا۔ ایک کوفی اسامۃ بن قتادہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر تہمت لگائی کہ سعد کبھی بھی جنگ کے لیے لشکر کے ساتھ نہیں گئے۔ اور نہ ہی عوام الناس کے ساتھ عدلُ و انصاف کا معاملہ کیا۔

ان الزامات اور تہمتوں کو سن کر اس جلیلُ القدر صحابی کو شدید دلی دُکھ پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

''میں تین دعائیں کرتا ہوں...... اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور محض ریا و شہرت کے لیے الزام لگاتا ہے تو اے اللہ تُو اس کی عمر طویل کردے۔ اس کی فقیری و محتاجی کو وسیع کردے اور اس پر فتنے نازل فرما......''

اس کوفی کے حق میں تینوں بددعائیں قبول ہوگئیں...... یہ خود اپنے بارے میں کہا کرتا تھا: ''میں بڈھا فتنے باز ہوں، مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔''

عبدالملک بن عمر فرماتے ہیں: ''میں نے اس کوفی کو دیکھا تھا۔ اس کی سفید بھویں اس کی آنکھوں پر گرتی رہتی تھیں۔ یہ بڑھاپے میں بھی راہ چلتی عورتوں کو چھیڑا کرتا تھا۔'' (نعوذ باللہ) (رواہ البخاری و مسلم نہایۃ الظالمین، صفحہ 153)

اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ۝

(الانفال: 55-56)

''بے شک اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق وہ کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ جن لوگوں سے تم معاہدہ کرتے ہو۔ پھر وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ سے نہیں ڈرتے۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت کا مصداق یہودی ہیں۔ عہدِ رسالت (ﷺ) میں حُیَیّ بن اخطب یہودیوں کا سرکردہ لیڈر تھا۔ اس یہودی نے حضورِ اکرم ﷺ کے خلاف سازش کی اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ رب العزت نے کافروں کی سازشوں کو ناکام و نامراد ٹھہرایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو صاف بچا لیا۔ ابن اخطب یہودی کے جرائم کی پاداش میں اس کو مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔

یہودی قبیلہ بنونضیر اور یہودی لیڈر ابن اخطب کو جب مدینہ بدر کیا گیا تو وہاں بھی وہ باز نہ آیا۔ تمام مشرک قبائل اور دشمنانِ اسلام کو اکٹھا کرنے لگا اور اسلام کے پودے کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے ساز باز کرنے لگا۔

پیارے نبی ﷺ نے بنو قریظہ کے ساتھ میثاقِ مدینہ کیا تھا جس کا مطلب تھا کہ مدینہ پر حملہ آور کسی بھی لشکر کا مسلمان اور یہودی مل کر مقابلہ کریں گے۔

لیکن ابن اخطب نے سازشوں کے ذریعے اس معاہدے کو چکنا چور کر دیا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر یہودیوں نے غداری کی اور کفارِ مکہ کے ساتھ مل کر ہر ممکن کوشش سے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

پھر اللہ کے حکم پر ان کی غداری اور سازشوں کی سزا سنائی گئی۔

تمام یہودی مردوں کو قتل کا حکم دیا گیا۔ تقریباً 8 سو یہودیوں کو قتل کی سزا سنائی گئی تھی۔ انہی یہودیوں میں انکا لیڈر ابن اخطب بھی تھا۔ جب اس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو سر جھکا لیا اور کہنے لگا: ''آج میں گرفتار ہو کر اس لیے کھڑا ہوں کیونکہ میں اللہ کے احکامات پر عمل نہ کرتا تھا۔ میں نے ہمیشہ وعدہ خلافی کی ہے۔ جو اللہ کے دین کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔''

پھر ابن اخطب یہودی نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

''اے لوگو! اللہ کے حکم کے مطابق ہم کو آج قتل کیا جا رہا ہے۔ اللہ نے ذلت و بے چارگی بنی اسرائیل پر لکھ دی ہے...... تقدیر کا یہی فیصلہ ہے۔''

اس کے بعد ابن اخطب کو زمین پر بٹھا کر اس کی گردن مار دی گئی۔

الشیخ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ السیرۃ (ص 325) پر لکھا ہے:

''بنی اسرائیل کے یہودیوں کا ہمیشہ سے یہ خاصہ رہا ہے کہ وہ کبھی بھی وعدوں کو پورا نہیں کرتے...... یہودی چاہے قدیم ہو یا عہدِ جدید کا، دونوں کا چلن یہی ہے کہ قوموں کے درمیان کیے گئے وعدوں اور معاہدوں میں وہ صرف اپنی ضروریات اور فوائد مدِ نظر رکھتے ہیں۔ جب تم ان کو سازشوں سے آگاہ کرو

گے تو وہ اپنے وعدوں کو توڑ دیں گے۔ اگر گدھا ہینگنے سے، سانپ ڈسنے سے باز آ جائے تو ہم مان لیں گے کہ یہودی غداری سے باز آ گئے ہیں۔ قرآنِ کریم نے یہودیوں کی اس بُری خصلت کے متعلق روشنی ڈالی ہے۔ قرآن نے یہودیوں کو انسانوں کے بجائے بدترین جانور کہا ہے۔''

فرمان الٰہی ہے:

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۝ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ۝

(الانفال: 55-56)

''بے شک اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ لوگ ہیں جو کفر کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ وہ لوگ جن سے تم معاہدہ کرو تو وہ ہر مرتبہ وعدوں کو توڑ دیں گے اور وہ ڈرنے والے نہیں ہیں۔''

(نهاية الظالمين، صفحه 151)

جھوٹے نبی کا بدترین انجام

فرمانِ الٰہی ہے:

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ۝ (الزمر: 60)

''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے۔''

مزید فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ (انعام: 93)

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی۔ یا یہ کہے کہ اللہ کی مانند میں بھی کلام لاتا ہوں۔''

عہدِ رسالتِ مآب ﷺ میں نبوت کا جھوٹا دعویدار پیدا ہو گیا تھا۔ مسیلمہ کذّاب کو اللہ رب العزت نے جھوٹے دعوے کی بناء پر ذلیل و خوار کر دیا۔ اس کی چالوں کو ناکام کیا اور تمام تر فریب کاریوں کے پردے پھاڑ دیئے۔

اس کذّاب نے جب خود کو نبی کہا تو لازم تھا کہ وہ قرآن جیسی عظیم الشان فصاحت و بلاغت والی کتاب بھی اپنے پیروکاروں کے سامنے لاتا...... ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی قرآن کی ایک آیت جیسی کوئی آیت نہیں بنا سکتے...... یہ مسیلمہ کیا چیز تھا...... اس نے انتہائی مضحکہ خیز الفاظ و معانی پر مبنی کچھ کلام لکھا لیکن اہل عرب اس کو سن کر متاثر نہ ہوئے۔ بلکہ ہر شخص ہنس ضرور دیتا تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب تک اسلام نہ لائے تھے...... ایک بار مسیلمہ سے ملنے گئے۔ مسیلمہ نے پوچھا: کہ محمدِ عربی ﷺ پر کوئی نیا کلام نازل ہوا ہے؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ پر سورۃ العصر نازل ہوئی ہے۔ سورۃ مختصر مگر پُر اثر ہے۔ مسیلمہ نے سورۃ العصر کی نقل میں کچھ کلام سنایا جس کو سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جو ابھی تک مسلم نہ تھے، کہنے لگے: ''تو

جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے...... اور میں بھی تجھے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔"

مسیلمہ کذاب کے متعلق علماء تاریخ نے کچھ تفصیلات بیان کیں ہیں جن کے مطابق وہ اکثر و بیشتر حضورِ اکرم ﷺ کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک بار مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ پیارے نبی ﷺ نے ایک کنویں میں اپنا لعابِ مبارک ڈالا جس سے کنواں پانی سے لبریز ہو گیا۔

اس جھوٹے دجّال نے نقل کرتے ہوئے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کنویں کا رہا سہا پانی بھی خشک ہو گیا۔ دوسرے کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی انتہائی کڑوا ہو گیا۔ وضو کر کے بقیہ پانی کو کھجور کے درخت کی جڑ میں ڈالا تو وہ سارا درخت گل سڑ گیا۔

اگر اس کے پاس بچوں کو لایا جاتا تاکہ یہ ان کے لئے برکت کا باعث بنے تو یہ کذّاب جس بچے کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتا تو کچھ بچوں کے سر کے بال جھڑ جاتے، یا وہ گونگے بہرے ہو جاتے۔

ایک شخص کی آنکھوں میں تکلیف تھی اس نے دُعا کرتے ہوئے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بے چارہ اندھا ہو گیا۔

ملعون مسیلمہ کذّاب ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس ملعون نے رسول ﷺ کو پیشکش کی کہ اگر حکومت میں آدھا حصہ دیا جائے تو آپ ﷺ کی اطاعت کرنے لگ جاؤں گا۔

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم مجھ سے کھجور کی شاخ بھی مانگو تو میں نہ دوں گا۔ اگر تم اسلام قبول نہ

کرو گے تو اللہ رب العزت تم کو تباہ و برباد کر دیں گے...... مجھے تمہارا انجام نظر آ رہا ہے۔''

اس سے قبل حضورِ اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کنگنوں کو دیکھ کر بڑے غمگین ہوگئے۔ وحی آئی کہ آپ ان کنگنوں کو پھونک ماریں۔ جو پھونک ماری گئی تو وہ دونوں کنگن اُڑ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خواب کی تعبیر بیان کی کہ دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے۔ پھر رفتہ رفتہ ان کا وجود مٹ جائے گا۔ یہ جھوٹے نبی ایک اسود عنسی ملعون تھا اور دوسرا مسیلمہ کذّاب۔

اسود عنسی ملعون کو اسی کے گھر میں ذبح کر دیا گیا اور مسیلمہ کذّاب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل کروایا۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ماہر نیزہ باز تھے انہوں نے تاک کر نیزہ مسیلمہ کو مارا جو اس کے بدن کے آر پار ہوگیا۔ جنگِ یمامہ کے موقع پر مسیلمہ اور اس کے ساتھی سب جہنم واصل ہو گئے۔

صحیح بخاری میں ایک روایت کے مطابق :

''مسیلمہ کذّاب نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ سرزمینِ عرب کے دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا رکھ لیتے ہیں۔''

پیارے نبی ﷺ نے جواباً فرمایا:

''ساری زمین اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے والی بنا دیتا ہے اور آخرت کا اچھا انجام فقط مومنین کے لیے ہے۔''

جب پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو مسیلمہ نے سمجھا کہ اب اس کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کذّاب کو زیادہ مہلت نہ دی۔ اور جنگِ یمامہ کے موقع پر اس کا قصہ تمام کر دیا۔ اس کی روح بڑی جلدی جہنم واصل ہو گئی...... جہنم بہت ہولناک ٹھکانہ ہے۔

(البداية والنهاية، 345/6،نهاية الظالمين، صفحه 149)

انکارِ سنت رسول ﷺ، مسلمانوں کا المیہ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے اُلٹے ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کل بیمینك''

''اپنے سیدھے ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔''

اس شخص نے کہا: میں سیدھے ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ دراصل وہ محض تکبّر اور ہٹ دھرمی سے کہہ رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم طاقت رکھو گے بھی نہیں۔''

لہٰذا وہ شخص پھر کبھی اپنے سیدھے ہاتھ کو منہ تک نہ اُٹھا سکا۔

(صحیح مسلم)

قارئینِ کرام!

آپ نے دیکھا صرف ایک سنتِ رسول ﷺ ترک کرنے کا بدترین انجام یہ ہوا کہ اس شخص کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے مفلوج ہو گیا۔ اگر وہ سیدھے ہاتھ سے

کھانے کے آسان سے حکم پر عمل کر لیتا تو ہولناک انجام سے محفوظ رہ سکتا تھا اس حدیثِ مبارکہ کو ہماری زندگیوں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام میں سنتِ نبوی ﷺ کو کتنا بلند مقام دیا گیا ہے۔ یہ حدیث ہمیں ترکِ سنتِ نبوی ﷺ کے استہزاء و مذاق اُڑانے سے روکتی ہے...... عہدِ جدید میں شب و روز ایسے مناظر نظر آتے ہیں جو سنتوں کا مذاق اُڑانے والے ہوتے ہیں۔ ماڈرن لوگوں کے نزدیک اس دور میں سنت پر عمل کرنا دشوار یا ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ کھانے پینے اور رہن سہن کے معاملات میں سنتِ نبوی ﷺ کو چھوڑ کر کفار کی نقالی کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (النور:63)

''سو ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو (رسول ﷺ) کے حکموں کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کو سخت فتنہ یا دردناک عذاب پہنچ جائے۔''

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر:7)

''جو رسول ﷺ تم کو دے دے، اس کو مضبوطی سے تھام لو اور جس سے منع کر دے اس سے باز آجاؤ''۔

اسی طرح سنتِ رسول ﷺ کی اہمیت کے لیے یہ فرمان بھی اہم ترین ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے میرے بیٹے، ہو سکے تو تم صبح و شام اس حالت میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے بغض و کینہ نہ ہو تو ایسا ضرور کرنا۔ یہ عمل میری سنت ہے۔ جان لو، جو میری سنت سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' (اخرجه الترمذی)

سلفِ صالحین کے نزدیک سنت کی اہمیت

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''رسولِ معظم ﷺ کی سنت کے مقابلے میں کسی بھی شخص کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔'' (اعلام الموقعین، لابن القیم: 282/2)

(2) حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص سنتِ نبوی ﷺ کو چھوڑنے اور قرآن کو پیش کرنے کا مطالبہ کرے تو سمجھ لینا کہ وہ گمراہ ہے۔'' (طبقات ابن سعد:184/7)

(3) خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے ہر سنتِ رسول ﷺ پر عمل کیا ہے۔ اگر میں رسول ﷺ کے کسی ایک حکم کو بھی چھوڑ دوں تو ڈر ہے کہ گمراہ ہو جاؤں۔''

عزیزانِ گرامی!

یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو مخالفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے ڈرتے ہیں اور تارکِ سنت پر گمراہی کا حکم لگا رہے ہیں، اس دور کے نام نہاد مسلمانوں کا کیا حال ہے جو ہمیشہ سنتوں کا مذاق اُڑاتے اور سنت پر عمل کرنے والوں کو پرانے زمانے کا قرار دیتے ہیں۔ ترکِ سنت پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس درجے کی ضلالت سے محفوظ رکھے۔

(4) حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر تم کسی بدعتی کو یہ کہتے ہوئے سنو: کہ'' قرآن وسنت کو چھوڑو اور عقلی دلیل پیش کرو'' تو سمجھ لینا کہ وہ ابوجہل ہے۔

(سیر اعلام النبلاء : 472/4)

(5) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کسی کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہو جائے تو اس کو جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دے۔''

(اعلام الموقعین: 282/2)

(6) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص حدیثِ نبوی کو رد کرے تو وہ ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر موجود ہے۔''

(طبقات حنابلہ: 15/2)

(7) حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں عمل بالسنہ کا عجیب وغریب

واقعہ رقم کیا ہے:

''حضرت امام ابوداؤد جو سننِ ابی داؤد کو جمع کرنے والے عظیم محدّث ہیں۔ انھوں نے ایک دریا کے کنارے پر موجود کشتی کے مسافر کو چھینکتے ہوئے سنا۔ انھوں نے کرایہ پر دوسری کشتی حاصل کی اور تیز رفتار کشتی چلا کر آگے والی کشتی کے نزدیک پہنچے اور چھینک کا جواب (یرحمك الله) دیا۔ اور فوراً کنارے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا: کہ آپ نے یہ عمل کیوں کیا؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''شاید کہ وہ شخص مستجاب الدعوات ہو۔ وہ میرے حق میں دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعاؤں کو قبول فرمالے۔' (مزید یہ کہ آپ کا یہ عمل سنتِ رسول کی اہمیت بھی واضح کرتا ہے۔ جب کشتی والے سو گئے تو انھوں نے ایک آواز سنی 'بے شک ابوداؤد نے ایک درھم کے بدلے جنت خرید لی۔' آپ نے کشتی کا کرایہ ایک درھم دیا تھا۔'' (فتح الباری)

(8) حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی بزرگ تھے جب ان پر نزع کا عالم طاری ہوا تو انھوں نے اپنی خادمہ سے کہا۔ میں نے کسی شخص کا ایک درہم ظلماً کھایا تھا۔ پھر میں نے کفارے کے طور پر اس مظلوم پر ہزاروں درہم صدقہ کیا۔ آج مرتے وقت میرے دل پر اس ایک درہم کا بہت بوجھ ہے۔ پھر انہوں نے خادمہ کو کہا مجھے آخری بار وضو کروا دیجئے۔ خادمہ نے وضو کروایا تو داڑھی کو خلال نہ کیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا: ''میری داڑھی کو خلال کرو'' کیونکہ یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (البداية والنهاية، صفحه 277)

عزیزانِ گرامی!

آپ نے دیکھا کہ اس نیک بزرگ کو سنتِ نبوی سے کتنی محبت تھی۔ مرتے وقت بھی ان کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ کہیں سنتِ نبوی سے کوئی عمل باقی نہ رہ جائے۔

اسلامی احکامات کا مذاق اُڑانے والوں کے لیے حکمِ نبوی ﷺ

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علماءِ کرام نے وضاحت سے فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کے کسی حکم، یا رسول اللہ ﷺ کی کسی سنت کا مذاق اُڑاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا مذاق اُڑاتا ہے تو تحقیق اس نے کفر کیا۔ کسی تارکِ نماز سے پوچھا جائے کہ اس نے نماز کیوں چھوڑی؟ اور وہ جواباً یہ کہے: کہ اگر اس بیماری میں نماز نہ پڑھنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ گچھ کی تو وہ ظلم کرے گا۔ یہ قول کہنے والا کافر ہوگا۔

اس طرح کے تمام اقوالُ و افعال جو اسلامی احکامات اور سنتِ رسول کے استہزاء پر مبنی ہوں وہ کفریہ ہوتے ہیں۔ (کتاب الکبائر: 41 ،نهاية الظالمين : 148)

زمین میں فساد پھیلانے والوں کا عبرت ناک انجام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل و عرینہ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آ کر کہنے لگا: "یا رسول اللہ ﷺ ہم مویشی پالنے والے ہیں۔ ہم کھیتی باڑی کو پسند نہیں کرتے۔ ہمیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہیں

آتی (اس لئے ہم بیمار پڑ گئے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ مدینے سے باہر اونٹوں کے باڑوں میں چلے جائیں اور اونٹوں کا پیشاب، دودھ میں ڈال کر پئیں۔ (اس علاج سے وہ بالکل تندرست ہو گئے)۔

صحت یاب ہونے کے بعد انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اطلاع ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گرفتار کرنے کے لیے دستہ بھیجا۔ ان ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے گئے۔ ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سلاخ پھیر دی گئی۔ پھر ان کو کھلے میدان میں پھینک دیا گیا وہ اسی حالت میں مر گئے۔ **(بخاری و مسلم)**

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق درج ذیل آیتِ کریمہ انھی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا۟ عَلَيْهِمْ ۖ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾ **(المائدہ:33-34)**

”جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں، یا سولی پر

چڑھا دیئے جائیں، یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انھیں جلاوطن کردیا جائے۔ یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ ہاں وہ لوگ جو توبہ کرلیں تم ان پر قابو پالو تو یقین مانو کہ اللہ بہت بڑا بخشش اور رحم کرنے والا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ڈاکوؤں اور راہ زنوں کے بارے میں فرمایا ''جب ڈاکو قتل کرنے کے ساتھ مال بھی لوٹیں تو ان کو پھانسی دینی چاہیے۔ اگر صرف قتل کریں تو ان ڈاکوؤں کو جواباً قتل کردیا جائے گا۔ اگر صرف ڈاکے ڈالیں اور قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اس لیے کہ مسلمانوں کی جان و مال تمام لوگوں پر حرام ہے۔ اگر اسلامی سزائیں دی جائیں تو امن و امان بحال ہو جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر:2-81)

اِس اُمت کے فرعون کا انجام

ابوجہل کفارِ قریش کا سب سے بڑا سردار تھا۔ روزِ اوّل سے مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔ اس ظالم نے مؤمنین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بڑے ظلم ڈھائے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزے کے وار سے شہید کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سخت ترین سزائیں دیں۔ اس فرعونِ مکہ کی زندگی کا ہر لمحہ اُمتِ مسلمہ کے چراغ کو بجھانے پر صرف ہوتا تھا۔ اس بدبخت نے مسلمانوں کے خلاف جنگوں پر مشرکینِ مکہ کو اُبھارا۔ اور ایک

ہزار سے زائد مشرکین جو کیل و کانٹے سے لیس تھے، میدانِ بدر میں اسلام کے چراغِ اوّلیں کو ہمیشہ کے لیے بے نور کرنے کے لیے نکل آئے۔

میدانِ بدر میں مشرکین کے اجتماع کو مخاطب کر کے ابو جہل نے کہا:

''اللہ کی قسم! ہم میدانِ بدر میں تین دن قیام کر کے واپس جائیں گے۔ یہاں ہم اونٹوں کو نحر کریں گے، کھانا کھائیں گے، شراب نوشی کریں گے، لونڈیاں گانے گائیں گی، تمام عرب کے قبائل پر ہماری دہشت بیٹھ جائے گی۔''

کہا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے میدانِ بدر میں کہا تھا کہ'' ہم واپس لوٹ جاتے ہیں جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب ہمارے تجارتی قافلے محفوظ ہیں تو ہمیں جنگ نہیں لڑنی چاہیے''۔ لیکن ابو جہل نے لوگوں کو جنگ پر اُبھارا اور خود ہی عبرت ناک انجام سے دوچار ہوا۔

اُدھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکینِ مکہ کے عزائم کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 313 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تاریخِ اسلام کے اوّلین معرکے میں حصہ لیا۔ مسلمانوں نے بہادری اور شجاعت کی بے نظیر مثال قائم کی۔ اہلِ ایمان کی ضربوں سے مشرکوں کے سر میدانِ بدر میں گرے ہوئے نظر آئے۔ قرآنِ کریم کے مطابق آج پہلی بار فرشتوں کی امداد بھی بے سروسامان صحابہ کے ہمراہ تھی۔ ہم مکمل میدانِ بدر کی تصویر نہیں بیان کر سکتے۔ صرف فرعونِ مکہ ابو جہل کے ساتھ بیتے ہوئے تاریخی لمحات کو رقم کر رہا ہوں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''میں جنگِ بدر کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کی صف میں موجود تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے چھوٹی عمر کے دو نوجوان نظر آئے۔ میں ان چھوٹی عمر کے بچوں کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر محفوظ پانے لگا۔ اتنے میں ایک لڑکا چپکے سے مجھے کہنے لگا: اے چچا جان! مجھے بتایئے کہ ابوجہل کون ہے؟ میں نے پوچھا: تم ابوجہل کا کیا کرو گے؟ وہ نوجوان کہنے لگا: میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے، کہ اگر میں اس کو دیکھ لوں تو فوراً قتل کردوں گا۔ یا لڑتے لڑتے میں اپنی جان دے دوں گا۔ دوسری طرف کے نوجوان نے بھی یہی بات کی۔ میں نے ابوجہل کی طرف اشارہ کردیا کہ یہ شخص تمہارا دشمن ہے۔ وہ دونوں نوجوان شکرے کی مانند ابوجہل پر جھپٹ پڑے اور اس کو شدید زخمی کردیا۔ ان دونوں کا نام معاذ اور معوذ بن عفراء تھا۔'' **(صحیح بخاری)**

کاش کہ ہمارے بچے بھی اسی تربیت اور نہج پر پروش حاصل کریں۔ کاش ہماری نوجوان نسلوں میں روحِ جہاد کا وِلولہ تازہ ہو جائے۔ اللہ کی محبت، جنت کا شوق ہمارے نوجوانوں کا مقصدِ حیات ہونا چاہیے نہ کہ مغرب کی اندھی تقلید۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دیکھو اور بتاؤ کہ ابوجہل کا اس جنگِ بدر میں کیا بنا''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلاش کو نکلتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے مار مار کر اسے قریب المرگ کردیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر پھٹکارتے ہوئے کہا:

''کیا تم ابوجہل ہو؟'' (یہ ظالم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر بڑے ستم ڈھایا کرتا تھا)

ابوجہل نے کہا:

''کیا اس جنگ میں مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کو تم نے مارا ہے؟''

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اُڑا دی۔

ابنِ اسحاق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں نقل کیے ہیں:

''جب میں ابوجہل کے قریب پہنچا تو وہ زخموں سے بے حال تھا۔ اس کے پاس قیمتی تلوار تھی میرے پاس عام سی تلوار تھی۔ میں نے تلوار کے وار اس کے سر پر کیے۔ یہ ابوجہل مجھ پر مکہ میں بڑے ظلم ڈھایا کرتا تھا۔ میں نے اس کو ڈانٹ پھٹکار کی اور قتل کر دیا۔ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنائی۔ آپ نے تین بار قسم دے کر پوچھا کیا واقعی تم نے ابوجہل کو مارا ہے؟ میرے ہاں کرنے پر آپ بہت خوش ہوئے۔ پھر چل کر مردہ ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے...... اور اس کے لئے بددعا فرمائی۔''

(البدایۃ والنہایۃ)

ابوجہل کا بدترین انجام

طبرانی اور مسندِ ابنِ ابی دنیا میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میں نے میدانِ بدر میں ایک گڑھے کے اندر دیکھا کہ ایک شخص گڑھے سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے مگر دوسرا شخص ہتھوڑا مار کر اسے دوبارہ دھکیل دیتا ہے۔''

میں نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماجرا بیان کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ ابوجہل بن ہشام ہے۔ اس کو قیامت تک عذاب دیا جائے گا۔'' (نہایة الظالمین، صفحه 139)

حکمِ نبی ﷺ کے مطابق سر کچل دیا گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ایک یہودی نے کسی لونڈی کا مال و متاع لوٹ کر اس کا سر بھاری پتھر سے کچل دیا۔ (وہ مرنے کے قریب تھی کہ) اس کے گھر والے لونڈی کو حضور ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ لونڈی میں تھوڑی بہت رمق باقی تھی۔

پیارے نبی ﷺ نے پوچھا: کیا تم کو فلاں نے قتل کیا ہے؟؟ اس لونڈی نے اشارے سے انکار کر دیا: آپ ﷺ اسی طرح مختلف نام لیتے گئے۔ ایک نام پر اس زخمی لونڈی نے ہاں کہہ دی۔ اس یہودی کو گرفتار کر لیا گیا اس کے اعتراف کرنے پر اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

(بخاری، حدیث نمبر 5295)

عبرت و نصیحت

اس واقعے سے ہمارے لئے یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو دورِ اوّل ہی سے بہت عزت و وقار اور حکمرانی حاصل تھی۔ ایک مسلمان عورت کے ساتھ زیادتی پر حضورِ اکرم ﷺ نے یہودی کو عبرت کا نشان بنا دیا۔ اس دورِ پُرفتن میں لاکھوں مسلمان افراد کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا گیا، عورتوں، بچوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے عزتوں کو پامال کیا گیا لیکن ہمارے مسلمان

حکمرانوں اور اہلِ ثروت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔
ہماری غیرتیں کہاں چلی گئیں، ہماری عزتیں اور مردانگی کہاں چلی گئی......؟

(نھایة الظالمین : 138)

قبر نے لاش باہر پھینک دی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابتِ قرآن کیا کرتا تھا۔ وہ سورۃ بقرہ و آلِ عمران بھی پڑھ چکا تھا...... جو شخص ہمارے درمیان سورۃ بقرہ و آلِ عمران پڑھ چکا ہوتا تھا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بہت عظیم سمجھا جاتا تھا...... وہ شخص اسلام سے برگشتہ ہوگیا۔ مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا۔ اسی حالتِ کفر میں اس کو موت آ گئی۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتد کے بارے میں فرمایا:

''بے شک زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔''

چنانچہ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے قبر کھود کر اس کو دفنا دیا۔ صبح کو دیکھا کہ قبر نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا ہے۔ لوگوں نے پھر محنت کر کے اس مرتد کے لیے قبر کھودی۔ اس کو دفنا دیا، اگلے دن دیکھا کہ لاش پھر باہر پڑی ہے۔ تیسری مرتبہ پھر مٹی تلے داب آئے لیکن پھر وہی نتیجہ برآمد ہوا۔ آخرکار تنگ آ کر اس کو کھلے میدان میں پھینک دیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی لاش کو کھلے آسمان تلے پھینکا ہوا پایا تو مجھے بتایا کہ زمین اس کو قبول نہیں کرتی۔

دوسری حدیث کے مطابق : ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا اور سورۃ بقرہ و آلِ عمران جیسی بڑی سورتوں کا علم حاصل کیا۔ لیکن پھر اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ

عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا: ''محمد ﷺ کو قرآن، میں لکھ کر دیتا تھا (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کو کیا معلوم کہ قرآن کیا ہے، پھر وہ کفر کی حالت میں ہی فوت ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔ صبح دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبر نے اس کی لاش کو نکال باہر کیا ہے۔ مشرکین نے اعتراض کیا کہ اس مرتد کو قبر سے باہر کرنے میں مسلمانوں کا ہاتھ ہے۔ لہٰذا انھوں نے دوبارہ قبر کھود کر دفنا دیا۔ اگلے دن پھر لاش باہر نظر آئی۔ اب مشرکین بھی سمجھ گئے کہ اس کو زمین کبھی قبول نہ کرے گی۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3617)

یہ واقعہ اللہ کی سخت ترین پکڑ پر دلالت کرتا ہے۔ اس واقعے میں رسول اللہ ﷺ کا معجزہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ زمین اس مرتد کو قبول نہ کرے گی۔

اے ظالمو! فاسقو !اور مسلمانوں پر دن رات عذاب بننے والو! اپنے انجام پر غور کرو۔

ع اے چیرہ دستاں حذر کر سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

(نهاية الظالمين، صفحه 134)

دشمنِ رسول (ﷺ) کا عبرت ناک انجام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ کی شادی ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوئی تھی...... صرف نکاح ہوا تھا ابھی رُخصتی باقی تھی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو نبی ﷺ بنا کر مبعوث کر دیا گیا۔ (پھر آپ ﷺ توحید کی تبلیغ کرنے لگے۔ ابولہب آپ ﷺ

سے دشمنی پر اُتر آیا پھر) قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ"
(ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہوا) (اللھب: 1)

ان آیات کے نزول کے بعد ابولہب کھلم کھلا آپ ﷺ سے دشمنی کرنے لگا۔ اس نے اپنے بیٹوں (عتبہ اور عتیبہ) کو بلا کر کہا اگر تم واقعی میرے بیٹے ہو تو تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو۔ ابولہب کی بدبخت بیوی نے بھی اپنے بیٹوں پر زور دیتے ہوئے طلاق کا حکم دے دیا۔

عتیبہ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اور حضور ﷺ کے پاس آ کر کہا: "میں تمہارے دین توحید کا منکر ہوں۔ اور تمہاری بیٹی کو طلاق بھی دے رہا ہوں۔"

پھر اس ملعون نے آپ ﷺ کی قمیص مبارک چاک کر دی...... کچھ عرصے بعد عتیبہ تجارت کے لیے شام کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بددعا دیتے ہوئے فرمایا: "اے اللہ! اس ظالم انسان پر کسی کتے کو مسلط کر دے۔"

ابن عساکر اور دیگر مؤرخین نے آگے کے احوال رقم کیے ہیں۔

عتیبہ کو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کا علم ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ خوف و دہشت کے عالم میں شام کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہ راستے میں تھا۔ اس واقعے کو بیان کرنے والے کے مطابق: راستے میں ہم نے ایک عیسائی راہب کی خانقاہ میں پڑاؤ ڈالا۔ عیسائی راہب نے کہا: اے عرب کے لوگو! کیا بات ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے درمیان شیر بھی بکریوں کی طرح گھوم رہے ہیں......

ابولہب نے تمام قافلے والوں کو جمع کر کے کہا: "مجھے اپنے تجربے کی بناء پر

یہ بات معلوم ہے کہ اس شخص (محمد عربی ﷺ) نے جو میرے بیٹے کو بددعا دی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی۔ میں اپنے بیٹے کی وجہ سے ڈر رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ اس خانقاہ کے اندر چھپ جاؤ۔ فرش پر ساز و سامان رکھ کر اس کے اوپر میرے بیٹے عتیبہ کا بستر لگا دو۔ اور اردگرد تم سب سو جانا۔''

ہم نے ابولہب کے حکم پر عمل کیا۔ لیکن پھر بھی ایک شیر ہم کو سونگھتا ہوا آگے آیا اور سامان کے اوپر چڑھ کر عتیبہ کے سر کو اپنے جبڑوں میں کچل دیا۔

بعدازاں ابولہب نے کہا کہ مجھے بخوبی علم تھا کہ محمد ﷺ کی بددعا ضرور لگے گی۔''

یہ ہے بدکردار اور ملعون ترین گستاخِ رسول کا انجام۔

اللہ کی گرفت بڑی شدید ہوتی ہے ایسے ظالموں پر......!

آج کل معاشرے میں جابجا رسولِ خدا ﷺ کی گستاخی ہوتی ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ کا مذاق اُڑایا جاتا ہے...... سنتوں پر عمل کرنے والوں کو کم تر اور جاہل کہا جاتا ہے...... کیا یہ معاشرے کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ نہیں ہے......؟

(نهاية الظالمين، صفحه 131)

گستاخِ رسول ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام

فرمانِ الٰہی ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۙ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

(لهب : 1-5)

”ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔ اور اس کی بیوی بھی جائے گی جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔“

ابولہب ان بدترین اور ملعون ترین افراد میں شامل ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے ہٹ کر ذکر کیا ہے۔ رشتے میں یہ رسولِ کریم ﷺ کا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔ سرخ و سپید رنگت کی بناء پر اس کا نام ابولہب پڑ گیا۔

اس کی بیوی اُم جمیل تھی۔ اس بدبخت نے تمام کفارِ قریش سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کو ایذائیں اور تکالیف پہنچائیں...... جانِ دو عالم ﷺ سے دشمنی اور مسلمانوں سے عداوت ونفرت کے چند واقعات درج ذیل ہیں:

ربیعہ بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے جانِ دو عالم ﷺ کو ایامِ جاہلیت میں بھی دیکھا تھا۔ آپ سُوقِ ذوالمجاز میں اعلان فرما رہے تھے: کہ ”اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔“ قریشِ مکہ آپ ﷺ کے اردگرد موجود تھے۔ اتنے میں لال سرخ رنگ کا ایک آدمی پیچھے سے آیا اور کہنے لگا: ”یہ محمد (نعوذ باللہ) جھوٹا شخص ہے۔“ میں نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟؟ تو لوگوں نے بتایا: کہ یہ ابولہب ہے۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ ”رسول اللہ ﷺ بطحا وادی کی طرف گئے۔ ایک پہاڑ پر چڑھ کر تمام قریش کو بلایا۔ اور فرمایا ’اے لوگو!

اگر میں کہوں کہ تم پر ایک لشکر صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے؟؟؟ تمام اہلِ قریش نے کہا: ہاں، ہم آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے۔

تب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو قیامت کے عذابِ شدید سے ڈرا رہا ہوں...... اتنے میں معلونِ زمانہ ابولہب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، ''کیا آپ ﷺ نے ہم کو اسی کام کے لیے جمع کیا ہے؟'' تمہارے لیے بربادی ہو...... اس بدبخت نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ۝ (صحیح بخاری)

ابولہب کی بیوی اُم جمیل رسول اللہ ﷺ سے سخت ترین دشمنی رکھتی تھی۔ حضرت ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ فیصلہ خداوندی تھا کہ نہ تو ابولہب ایمان لایا اور نہ ہی اس کی بدبخت بیوی۔ قرآنِ کریم میں اس گھرانے کی بدبختی اور مشرکانہ حالت کا ذکر ہے۔ اسی لیے ظاہراً باطناً کبھی بھی یہ ایمان نہ لائے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر، 902/4)

قبیلہ بنو ہاشم ابوطالب کی قیادت میں رسولِ آخرالزماں ﷺ کی حمایت پر کمربستہ ہو گیا تھا۔ اگرچہ سارے بنو ہاشم اسلام نہ لائے تھے لیکن صرف خاندانی تعلق کی بناء پر وہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و مدافعت کرتے تھے۔ اس کے باوجود کہ ابولہب بھی بنو ہاشم کا فرد تھا پھر بھی وہ سب مشرکوں سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو ایذا و تکالیف دیتا تھا۔

جس دن حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو اس دن دشمنِ خدا کو بہت خوشی ہوئی۔ اس نے قریش والوں کے پاس جا کر کہا: ''آج

کے بعد محمد ﷺ کی نسل ختم ہوگئی۔'' اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (کوثر: 3)

''بے شک آپ کا دشمن ہی دم کٹا ہوگا۔''

حقیقتاً ابولہب کی نسل مٹ گئی۔ وہ نیست و نابود ہوگیا اور آج رسولِ عربی ﷺ کی اولاد اور جاں نثار کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے کی سزا

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ'' اللہ رب العزت نے ملعون ابولہب کو انتہائی موذی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس کے جسم پر زہریلا پھوڑا نکل آیا۔ لوگ اس کی بدبو سے دور بھاگنے لگے۔ ابولہب اسی حالت میں مر گیا۔ اس کو کسی نے دفنایا نہیں۔ اس کی لاش سے تعفّن اُٹھنے لگا۔ اہلِ قریش اس بیماری سے ڈرتے تھے۔ اس لیے کوئی دفنانے کے لیے قریب نہیں آتا تھا۔ جب بدبو حد سے بڑھ گئی تو ایک قریشی نے ابولہب کی اولاد کو شرم دلائی کہ تم اپنے باپ کو کیوں نہیں دفناتے......؟ تب جا کر اس کی اولاد نے اس کو بغیر کفن کے گڑھے میں پھینک کر اوپر سے پتھر ڈال دیئے۔

ابولہب کی گستاخِ رسول بیوی کا انجامِ بد درج ذیل ہے:

قرآن کریم میں ابولہب کی بیوی کے متعلق بیان ہے کہ:

''وہ لکڑیاں اُٹھا کر لاتی تھی اس کی گردن میں رسی ہوگی۔''

(اللھب: 4-5)

یہ بدبخت عورت رسول اللہ ﷺ کو غربت کے طعنے دیا کرتی تھی۔ اللہ

تعالیٰ نے اس کی گردن میں رسی کے ذریعے اس کی موت واقع کردی۔

مفسر ابنِ کثیر رحمہ اللہ کے مطابق: ''ام جمیل ہی وہ عورت ہوگی جو شعلوں والی آگ میں داخل ہوگی۔ یہ بدبخت کانٹوں اور جھاڑیوں کو اکٹھا کر کے رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ڈالتی تھی۔ یہ چغل خوری اور غیبت کرنے کی بھی عادی تھی۔''

جب سورۂ ''لھب'' نازل ہوئی تو اُم جمیل بہت چیں بہ جبیں ہوئی۔

فتح القدیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ'' سورۂ لہب میں اُم جمیل کا عبرتناک انجام بیان ہوا تھا۔ یہ غصے میں ماری ماری پھرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتی رہتی تھی۔ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکٹھے تشریف فرما تھے۔ اُم جمیل غصے کی حالت میں آئی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ وہ ملعون عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکی اور بالکل قریب بیٹھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگی: کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری توہین میں کلام لکھا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ 'نہیں اللہ کی قسم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔' یہ حقیقت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم جمیل کی اہانت میں کوئی کلام نہیں لکھا تھا اور قرآن تو کلامِ الٰہی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے۔''

(فتح القدیر، 513/5 نهاية الظالمین، 128)

اللہ کے گھر کے دشمنوں کا ذلت آمیز انجام

تاریخِ ابن اسحٰق کے مطابق، ابرہہ نامی یمنی بادشاہ نے صنعاء میں ایک گرجا گھر تعمیر کیا تھا...... وہ چاہتا تھا کہ لوگ حج کرنے کے لیے اس گرجا گھر آیا کریں اور بیت اللہ کی طرف حج کرنے نہ جائیں...... اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے ساتھ

جو سلوک کرتا ہے وہ ابرہہ کے ذلّت آمیز انجام سے واضح نظر آتا ہے۔

مؤرخین کے مطابق اس کلیسے میں آتش زنی کی وجہ سے سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا۔ کہتے ہیں: کہ ایک اعرابی نے رات کو چھپ کر کلیسے میں قضائے حاجت کردی تھی۔ ابرہہ کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو گیا۔ شدید غصے کے عالم میں اس نے سوچا کہ جب تک مکہ میں بیت اللہ موجود ہے، عرب کے لوگ کبھی بھی یمن کے کلیسا کو احترام نہ دیں گے۔

ابرہہ نے کیل کانٹوں سے لیس ہو کر بہت بڑا لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں ہاتھی بھی تھے۔ اسی لیے آج تک لوگ اس لشکر کو اصحابِ فیل کے نام سے پکارتے ہیں۔ ثقیف قبیلے کا ایک بدکردار ابورغال غدارِ مکہ ثابت ہوا۔ اس نے لشکر کی راہ نمائی کی اور گائیڈ بن کر مکہ کی طرف لے آیا۔ مکہ کے قریب مغمس مقام پر ابورغال مر گیا۔ اس کی قبر وہیں پر موجود ہے۔ اہلِ عرب اس کی قبر پر پتھروں کی بارش کرتے تھے۔

جب ابرہہ اپنے ہاتھیوں کے ہمراہ مکہ کے قریب پہنچا تو اس کے ہاتھی حیران کن طور پر آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے۔ بڑی کوشش کے باوجود ہاتھی نہ چل پائے۔ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو نازل کر دیا۔ ہر پرندے نے تین تین کنکر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک کنکر چونچ میں اور دونوں پنجوں میں ایک ایک کنکر موجود تھا۔ یہ کنکر بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ لیکن بموں کی مانند گرتے اور سب کچھ تباہ کر دیتے۔ ہاتھی اور فوجی اسی مقام پر مر گئے۔ جو بچے تھے وہ فرار ہو گئے۔ مکہ کے صحراؤں اور پہاڑوں میں بھوکے پیاسے مر

گئے۔ ابرہہ تو سب سے بڑا دشمن بیت اللہ تھا۔ وہ فرار ہوا تو اس کا جسم گلنے اور سڑنے لگا۔ پیپ اور خون اس کے بدن سے نکلنے لگا۔

جب وہ صنعاء پہنچا تو اس کا وزن ایک پرندے کی مانند ہو گیا تھا۔ وہ عبرت کا نشان بن چکا تھا۔ اپنے پایۂ تخت پہنچ کر اس کی موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ بھی اپنے لشکر کے ہمراہ مر جاتا لیکن مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں مرتا تو لوگوں کو اس کے ذلت آمیز انجام کا علم نہ ہوتا۔ اب وہ عبرت سرائے دہر بن چکا تھا۔

حضرت استاذ سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قدرتِ خدا کا کرشمہ دیکھیے، وہ جانور جو سب سے بڑا حیوان سمجھا جاتا ہے، اس کو مارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابابیل بھیجے جو پرندوں میں چھوٹا پرندہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر فضاؤں میں محو پرواز ہو تو دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اللہ کی عظیم قدرت ہم انسانوں کی عقل و فہم سے ماورا ہے۔"

اللہ رب العزت نے اس عظیم واقعے کی نشاندہی سورۂ فیل میں فرمائی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (سورۃ الفیل 1-5)

"کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں دیکھا، تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا! کیا ان کی چالیں ناکام نہیں بنا دیں۔ اور ان پر ابابیل پرندے بھیجے جو ان پر مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے۔ سو انھیں

کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔"

بعض مفسرین کے مطابق: "یہ بعینہٖ وہی کنکر تھے جو اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط پر عذاب نازل کرتے وقت برسائے تھے۔ یہ چھوٹا کنکر جس کو لگتا تو اس کا گوشت جھڑنے لگتا تھا اس کے بدن پر صرف ہڈیاں بچتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں اور دشمنوں کو بدترین عذاب سے دوچار کرتا ہے۔

(نهاية الظالمين، صفحه 125)

مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ

فرمانِ الٰہی ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الحشر: 16-17)

"شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا: کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا: میں تجھ سے بری ہوں۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے گئے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔"

شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ مردوں کے دلوں کو گرفت میں لینے کے لیے شیطان عورتوں کو استعمال کرتا ہے۔ بدکردار عورتیں شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں جو لوگ شیطان کی چالوں میں جکڑے جاتے ہیں وہ پھر بہت مشکل سے بچ پاتے ہیں۔

شیطان زیادہ تر عبادت گزاروں اور دین داروں کو گھیرنے کی کوشش کرتا ہے اور جو لوگ شیطان کے راستے پر چل نکلتے ہیں شیطان ان کو انگلیوں پر نچاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: ''ایک فقیہہ عالمِ دین شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے بھاری ہوتا ہے۔'' کیونکہ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا شیطان کی چالوں سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

علم کے قلعے میں محفوظ شخص کے لیے شیطان کے کاری وار سے بچنا ممکن ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے طلبِ علم پر ابھارا ہے اور ساتھ ہی شیطان کے فتنوں سے بچنے کی تلقین بھی کی ہے۔ شیطان کے فتنوں میں سے ایک فتنہ عورتوں کا بھی ہے۔

1۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: ''عورت پردے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس کی طرف شیطان جھانکتا ہے''۔ **(ترمذی، الجامع الصحیح 6690)**

2۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں پر عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ میرے بعد سب سے بڑا فتنہ یہی ہے۔'' **(رواہ مسلم)**

3۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ جب تم کسی عورت کو دیکھو اور وہ تمہیں اچھی لگی تو (گناہ میں مبتلا ہونے کے بجائے) اپنے گھر چلے جاؤ کیونکہ تمہاری بیوی کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔'' **(رواہ ترمذی، الجامع الصحیح، حدیث نمبر 1939)**

4۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرد جب

عورتوں کی اطاعت کرنے لگ جائیں تو وہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔"

(یہ بات تین مرتبہ فرمائی) (مسند احمد، طبرانی)

جاہل عبادت گزار

درج ذیل سطور میں ہم ایسے جاہل عبادت گزار کا واقعہ نقل کر رہے ہیں جس کو شیطان نے گمراہ کردیا تھا۔ شیطانی راہوں پر چلتے ہوئے اس کی عبادت تباہ ہوگئی ایمان کے بعد حالتِ کفر میں چلا گیا۔

یہ واقعہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزھد میں لکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں: کہ "بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار بزرگ اپنی خانقاہ میں محو عبادت رہا کرتا تھا۔ انہی دنوں ایک عورت کو کوئی بیماری لاحق ہوگئی۔ اس کے بھائی بیمار عورت کو بزرگ کے پاس بطورِ علاج کے لے کر آئے۔

بزرگ کو تنہائی میں شیطان نے گناہ پر اُبھارا۔ اس گناہ کے نتیجے میں عورت حاملہ ہوگئی۔ اب شیطان اس بزرگ کے پاس گیا اور کہا: اگر اس کے بھائیوں کو تیرے جرم کا علم ہوگیا تو بہت بُرا ہوگا۔ تو ذلیل و خوار ہوجائے گا۔ جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے تو اس عورت کو قتل کردے۔" چنانچہ پریشانی میں مبتلا عبادت گزار بزرگ نے اس حاملہ عورت کو قتل کر کے خفیہ مقام پر دفن کردیا۔ اب شیطان نے مقتول عورت کے بھائیوں کو سارا ماجرا سنا دیا۔

بھائیوں نے آکر بزرگ کو پکڑ لیا۔ تفتیش کرنے پر اس نے قتل کا اعتراف

کرلیا۔ جب غصے میں آئے ہوئے لوگوں نے بزرگ کو قتل کرنا چاہا تو شیطان نے آکر کہا: اگر تو مجھے سجدہ کرے تو میں تمہیں پھانسی سے بچا سکتا ہوں۔ اس جاہل بزرگ نے شیطان کو سجدہ کر کے رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ (شیطان نے اس جاہل عبادت گزار کو گناہ، قتل اور شرک جیسے تباہ کن گناہوں میں گرفتار کرا دیا)

اس کی مثال قرآنِ عظیم کی اس آیت جیسی ہے جس میں فرمانِ الٰہی ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الحشر: 16-17)

”شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا: کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا: میں تجھ سے بری ہوں۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے گئے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔“ (فتح القدیر، 206/5)

دیگر روایات کے مطابق اس عبادت گزار کا نام برمیصا تھا۔ اس نے 60 برس اللہ کی عبادت کی۔ لیکن شیطان نے ایک ہی وار میں اس کی تمام عبادت و ریاضت پر پانی پھیر دیا...... اسی لیے کہتے ہیں: کہ ایسے جاہل عبادت گزاروں سے علمِ دین رکھنے والے فقیہہ ہزار گنا بہتر ہوتے ہیں۔

عبرتیں اور نصیحتیں

1۔ عورتوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی اختیار کرنے کے ہولناک نتائج مرتب

ہوتے ہیں۔ زنا کاری اور بدکاری کے بڑے اسباب میں سے ایک سبب عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا بھی ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے اسی لیے ایسی خلوت سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کسی عورت کے ساتھ محرم کی عدم موجودگی میں تنہا نہیں ہونا چاہیے۔'' **(بخاری و مسلم)**

مزید فرمایا: ''کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ اکیلا ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

2۔ عورتوں کو نام نہاد عاملوں پیروں اور صوفی بزرگوں سے بچ کر رہنا چاہیے۔ ایسے لوگوں سے کسی قسم کا روحانی یا طبی علاج کروانا اپنے ایمان اور عزت کا سودا کرنے کے مترادف ہے۔ جو لوگ اپنی خواتین کو عاملوں اور پیروں کے مزاروں پر بھیجتے ہیں وہ گمراہی کے عظیم دہانے پر ہوتے ہیں۔

(نہایۃ الظالمین : 115)

گناہوں کی نحوست

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لازماً گناہوں سے بچو۔ آدمی گناہ کی وجہ سے، ملنے والے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔'' پھر رسولِ گرامی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾

(قلم : 19-20)

''سو اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور

یہ سو رہے تھے۔ وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی کھیتی۔''

(تفسیر ابن کثیر، 635/4)

شیخ الاسلام حضرت ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

''واقعی گناہوں کی وجہ سے بطورِ سزا نعمتوں کو چھین لیا جاتا ہے۔ اللہ کی ناراضگی لاگو ہو جاتی ہے۔ بندے سے نعمت جب بھی چھینی جاتی ہے تو اس کا واحد سبب گناہ ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا فرمان ہے 'بلائیں اور فتنے گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتے ہیں اور توبہ کرنے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

(شوریٰ: 30)

''اور تم کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو صرف تمہارے اعمال کی بناء پر پہنچتی ہے۔ اور وہ اللہ بہت سی چیزوں سے درگزر فرماتا ہے۔''

لہٰذا معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔ بندہ اگر گناہوں کو چھوڑ کر اطاعت کرنے لگ جائے تو اس کی سزائیں معافی میں بدل جاتی ہیں۔

(الجواب الکافی، صفحہ 55)

گناہوں کی سزا پر مبنی ایک عظیم واقعہ

گناہوں کی سزا پر مبنی درج ذیل قصہ بالکل سچا ہے۔ خود اللہ رب العزت نے اپنی کتابِ عزیز میں اس واقعے کو بیان فرمایا ہے۔ سورۃ القلم میں یہ واقعہ موجود ہے۔

ارضِ یمن میں ایک بستی کا نام ''ضروان'' تھا۔ مفسر ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق

اس بستی میں ایک نیک و صالح شخص کے باغات تھے۔وہ اس باغ کی آمدنی کو نہایت احسن طریقے سے خرچ کرتا۔ باغ کے اخراجات کو نکال کر اپنے گھر والوں کے سال بھر کے خرچے کو علیحدہ کر لیتا۔ اس کے بعد بچنے والی تمام آمدنی کو غرباء ومساکین میں خرچ کر دیتا تھا۔

اس بستی کے غرباء ہمیشہ اس انتظار میں رہتے کہ کٹائی کے موقعے پر تمام غریبوں کو ان کا حصہ ضرور ملے گا۔ اس صالح شخص کی وفات کے بعد باغ کے وارث اس کے بیٹے بن گئے۔بیٹوں نے آپس میں کہا: کہ'' ہمارا باپ تو احمق تھا، وہ ہماری محنت کی کمائی غریبوں میں لٹا دیتا تھا۔ اگر ہم زکوٰۃ و خیرات نہ نکالیں تو چند دنوں میں امیر کبیر بن جائیں گے۔ لہٰذا انھوں نے مسکینوں کو باغ کی آمدنی سے محروم کرنے کا پختہ عزم کرلیا اور معاہدہ کیا کہ ہم راتوں رات باغ کا پھل اُتار لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بدنیتی کی سزا دی۔ رات کو آگ کی آندھی چلی۔ سارا باغ پھلوں سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔ اور وہ سوتے رہ گئے۔ جب قوم والوں سے چوری چھپے اپنے باغ پہنچے تو عبرت کا سامان دیکھ کر پہچان نہ پائے۔ کہنے لگے: یہ ہمارا باغ نہیں ہے۔ ہم کسی دوسرے شخص کے باغ پہنچ گئے ہیں۔ لیکن پھر حسرت و ندامت کی تصویر بن گئے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کیونکہ ان کا سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾

وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ۝ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ۝ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ۝ (القلم 17-31)

''بے شک ہم نے انہیں اسی طرح آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل اُتار لیں گے اور اِن شاء اللہ نہ کہا۔ لہٰذا اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور یہ سو ہی رہے تھے۔ سو وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ اب صبح ہوتے ہی انھوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں۔ کہ اگر تمہیں پھل اُتارنے ہیں تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی سویرے چل پڑو۔ پھر یہ سب چپکے چپکے، یہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔ کہ آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ اور دوڑتے ہوئے صبح صبح گئے۔ سمجھ رہے تھے کہ ہم قابو پا گئے۔ جب انہوں نے باغ دیکھا تو کہنے لگے: ہم راستہ بھول گئے۔ نہیں نہیں! بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی۔ ان سب میں جو بہتر تھا اس نے کہا: کہ میں تم سے نہ کہتا تھا: کہ تم اللہ کی پاکیزگی کیوں نہیں بیان کرتے؟ تو سب کہنے لگے: ہمارا رب پاک

ہے۔ بے شک ہم ہی ظالم ہیں۔ پھر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے ہائے افسوس یقیناً ہم سرکش تھے۔“

عبرتیں اور نصیحتیں

اس واقعے سے ہمیں درج ذیل عبرتیں حاصل ہوتی ہیں۔

1۔ ذرا سوچیے جب باغ والوں کی بدنیتی اور انکارِ زکوٰۃ پر اللہ تعالیٰ نے اس قدر سخت پکڑ کی کہ سارا باغ تباہ و برباد کردیا۔ تو ان لوگوں کی سزا کا کیا عالم ہوگا جودن رات رسولِ خدا ﷺ کی مخالفت کرتے اور گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔ ساری زندگی کبھی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ گناہ گار زندگی گزارتے ہیں اور اسی حالت میں مرجاتے ہیں۔

2۔ اس واقعے سے دوسرا اہم سبق یہ ملتا ہے کہ جو شخص اپنے باغات کے پھل کاٹتا ہے اور فصلوں کی کمائی اکٹھی کرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کا خیال رکھے۔ زکوٰۃ جو فرض ہوتی ہے اس کے علاوہ صدقاتُ و خیرات بھی ادا کرے۔

3۔ صدقاتُ و خیرات کرنے سے آدمی ایک مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ بلاؤں اور آزمائشوں سے بچ جاتا ہے۔ **(نهاية الظالمين، صفحه 107)**

دولت کے پجاری کا انجام

انسانوں کے دلوں میں فطری طور پر دولت و دنیا کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۝ (العادیات: 8)

''اور بے شک انسان دولت سے شدید محبت کرتا ہے''۔

یہاں تک تو کوئی خطرہ نہیں لیکن انسان جب دولت کی ہوس میں اندھا ہو جاتا ہے اور اللہ کی بندگی چھوڑ کر دولت کی پوجا شروع کر دیتا ہے تو پھر ہلاکت و بربادی کے راستے کھل جاتے ہیں۔

رسولِ عربی ﷺ کا فرمان ہے:

تَعِسَ عَبْدُالدِّرْهَمِ تَعِسَ عَبْدُالدِّيْنَارِ

''درہم کا بندہ ہلاک ہو گیا۔ دینار کا بندہ برباد ہو گیا۔''

انسان کی عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ اس پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں۔ لیکن مال کی محبت کم ہونے کے بجائے بڑھنے لگتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى اِثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ

''یعنی بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ایک زندگی کی محبت اور دوسری چیز مال کی محبت۔'' (بخاری و مسلم)

انسانوں کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ کچھ دنیاوی دولت کے طلب گار ہوتے ہیں اور کچھ آخرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ دنیا کے لیے کوششیں و کاوشیں کرنے والوں کو کبھی دنیا مل جاتی ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں ملتا۔ لیکن آخرت تو صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

دو شخصوں کی مثال

قرآنِ کریم نے ہمارے لیے دو افراد کی مثال بیان کی ہے۔ ایک شخص حقیقی مومن تھا۔ اس کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی محبت کا حصول اور آخرت میں بہتر انجام تھا۔ دوسرا شخص نہ قیامت پر ایمان لاتا تھا نہ حساب و کتاب پر، اس کی زندگی کا نصبُ العین دنیا کی دولت کا حصول تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا نظریہ، یہ بھی تھا کہ جو لوگ جنتوں کے متلاشی ہوتے ہیں اور ساری زندگی آخرت کو سنوارنے میں صرف کرتے ہیں وہ بالکل بے وقوف اور بے عقل ہوتے ہیں۔

تفسیری روایات کے مطابق مومن شخص کا نام ''یہودا'' اور کافر کا نام ''براطوس'' تھا۔ اس مقام پر ہم ناموں میں الجھے بغیر مقصدِ کلام کی طرف آتے ہیں کیونکہ

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو گہر سے مطلب کہ صدف سے

(اقبالؔ)

یہ دونوں افراد ایک کاروبار میں شریکِ کار تھے۔ سال کے آخر میں دونوں کے حصے میں تین تین ہزار دینار آئے۔ آخرت کے طلب گار مومن نے دولت ملنے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور خیر و بھلائی کے کام شروع کر دیئے۔ ایک ہزار دینار کے غلام خریدے اور انھیں آزاد کردیا۔ ایک ہزار دینار کے کپڑے خرید کر ناداروں میں تقسیم کر دیئے۔ باقی رقم سے بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ عبادت گاہوں کو تعمیر کیا۔

دوسرا شخص جو دولت کا پجاری تھا اس نے اس رقم سے عیشُ وعشرت شروع کردی۔ مالدار عورتوں سے شادی کی۔ مالُ ومویشی خریدے اور اپنے کاروبار کو وسیع پیمانے پر شروع کردیا۔

کچھ عرصے بعد وہ اپنے شہر کا مالدار شخص بن گیا۔ اتفاق سے مومن کو اپنے کاروبار میں نقصان پہنچا اور وہ فاقہ کشی پر مجبور ہوگیا۔ ایک دن اس نے سوچا کہ میرا دوسرا پارٹنر مالدار بن گیا ہے اس کے باغات بھی ہیں اگر میں اس سے ملازمت کی درخواست کروں تو وہ ضرور مجھ سے تعاون کرے گا۔

کافر اب چونکہ امیر کبیر بن گیا تھا اس لیے بہت مشکل سے اس تک رسائی حاصل ہوئی۔ کافر نے اپنے پرانے شریک کار کو پہچان لیا۔ پوچھا: بھائی تم اتنے فقیر کیسے ہوگئے؟ حالانکہ ہم دونوں برابر رقم کے مالک بنے تھے۔

مومن نے کہا: ''میں نے اپنے رقم سے آخرت خرید لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

کافر نے کہا: ''تم یقیناً ان لوگوں میں شامل ہو جو قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ میرے خیال میں قیامت کبھی برپا نہیں ہوگی۔ میرے نزدیک تم انتہا درجے کے بے وقوف ہو۔تم کو دنیا بھی نہ ملی اور آخرت تو ہے ہی نہیں۔!!!''

اس واقعے کو اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا ہے:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ .... هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ (الکھف: 32 تا 44)

''اور انہیں اُن دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے اور جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا۔ اور دونوں کے درمیان کھیتی لگا رکھی تھی۔

دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی۔

الغرض اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا: کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔

اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا۔ کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہو جائے۔

اور نہ میں قیامت کو قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر بالفرض میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو یقیناً میں (اس لوٹنے کی جگہ) اس سے بھی زیادہ بہتر پاؤں گا۔

اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا: کہ کیا تو اس (معبود) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفے سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا۔

لیکن میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔

تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا: کہ اللہ کا چاہا ہونے والا

ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اگر تو مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے۔

بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے۔

یا اس کا پانی نیچے اُتر جائے اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈھ لائے۔ اور اس کے (سارے) پھل گھیر لئے گئے پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور وہ باغ تو اوندھا اُلٹا پڑا تھا اور (وہ شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

اس کی حمایت میں کوئی جماعت نہ اُٹھی کہ اللہ سے اس کا کوئی بچاؤ کرتی اور نہ وہ خود ہی بدلہ لینے والا بن سکا۔

یہیں سے (ثابت ہے) کہ تمام اختیارات، اللہ برحق کے لیے ہیں وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت بہتر ہے۔''

پند و نصائح

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعے کو بیان کر کے کچھ پندو نصائح بیان کیے ہیں:

❁......اس واقعے سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ آدمی کو کبھی بھی دنیاوی دولت کی طرف حد سے زیادہ مائل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی دُنیا کی رنگینیوں سے دھوکا کھانا چاہیئے۔ اللہ کی اطاعت اور توکل کی نعمت کو ہمیشہ دامن گیر رکھنا

چاہیے۔ اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اس پر بھروسہ زیادہ ہونا چاہیے۔

✿......اس واقعے سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ کبھی کبھار نیک اور صالح ترین افراد کو اللہ تعالیٰ آزمائش کی بھٹی میں ڈال دیتا ہے۔ مصائبُ و آلام کی بارش سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبرُ و استقامت کے ساتھ ہر مصیبت کا ڈٹ کر سامنا کرنا ہی مومن کا شیوہ ہے۔

✿......اس واقعے سے آخری سبق یہ ملتا ہے کہ اگر کوئی نیک صالح آدمی خیر خواہانہ مشورہ دے تو اس کو تسلیم کر لینے میں ہی عافیت ہے۔ خیر خواہی کو رد کرنے میں سراسر نقصان کا اندیشہ ہے۔ اور ہاں جب تقدیر کی تلوار چل پڑے تو ندامت کے آنسوؤں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (نهاية الظالمین ، صفحه 104)

دھوکا بازوں کا ذلت آمیز انجام

رسول آخرالزماں ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ (مسند احمد)

''مکر وفریب کرنے والے اور دھوکہ دینے والے جہنمی ہیں۔''

حدیثِ مذکورہ میں جن دو مکروہ صفات کا ذکر ہے وہ یہودیوں کا خاصّہ ہیں۔ دھوکہ، فراڈ، گمراہی اور حیلہ بازی اس ملعون قوم میں رچ بس چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اُمور کو حلال کرنے اور حلال چیزوں کو حرام کرنے میں یہودیوں کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی۔ رسولِ کریم ﷺ نے اپنے اُمت کو ان قبیح صفات سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم یہودیوں کے نقشِ قدم پر مت چلنا، وہ جھوٹے جھوٹے بہانوں اور حیلوں سے حرام افعال کو اپنے لئے جائز کر لیتے ہیں۔''

(ارواء الخلیل:5/375)

قومِ یہود نے اللہ کے دین کو بدل ڈالا تھا۔ شیطان نے انھیں یہ حیلے بتائے کہ حرام کاموں کا نام بدل کر ان کو حلال کرلو۔ حالانکہ حقیقت ناموں سے نہیں بدلتی۔ آپ رشوت کو تحفہ کہہ کر جائز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ربا (سود) کو منافع کہہ کر حلال کرنا بھی کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا۔

آج کل نام نہاد مسلمان بھی یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حیلوں بہانوں سے سود اور کرپشن کو مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بھیانک صورتِ حال سے پہلے ہی باخبر کردیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم ضرور بہ ضرور پرانی اُمتوں کے راستے پر چلو گے۔ حتیٰ کہ اگر اس قوم کا کوئی شخص سانڈے کے بل میں داخل ہو گا تو تم بھی داخل ہوگے۔ اور اگر ان قوموں کا کوئی شخص سڑک پر اپنی بیوی سے جماع کرے گا تو تم بھی سڑک پر یہی کام کرو گے۔'' (الجامع الصحیح :5067)

اللہ رب العزت نے اسی دھوکا باز قوم کا ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم کو برائی کا راستہ روکنا چاہیئے۔ ظالم کے ہاتھ روکنا تمام مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔ ہم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی میں بزدلی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

بحرِ قلزم کے کنارے آباد بستی کا نام ایلہ تھا۔ یہ واقعہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے دور میں وقوع پذیر ہوا۔ آگے کا بیان ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی سنتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جمعۃ المبارک کے دن عبادت کرنے کا حکم دیا تھا، انھوں نے اپنی بُری عادت کے تحت مخالفتِ خداوندی کرتے ہوئے جمعہ کے بجائے ہفتے کے دن عبادت شروع کر دی۔ قومِ یہود ہفتے کے دن کو بابرکت اور عظمت والا سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہٹ دھرمی دیکھتے ہوئے ہفتے کے دن کو لازم کر دیا اور پھر بطورِ سزا اس ہفتے کے دن تمام قسم کے جائز کاروبار کو بھی منع فرمایا۔ اس ایلۃ بستی میں رہنے والوں کی گزر بسر سمندری خوراک پر تھی۔ وہ مچھلی کا شکار کرتے اور اسی کو کھاتے تھے۔ تمام دن یہ شکار جائز تھا لیکن صرف ہفتے کو حرام قرار دے دیا گیا...... اب اس قوم کا امتحان شروع ہو گیا۔ ہفتے کے دن مچھلیاں کثیر تعداد میں نظر آتیں اور عام دنوں میں بالکل ناپید ہو جاتیں۔ جب یہ سلسلہ دراز ہو گیا تو اس قوم کے ایک شخص نے ہفتے کے دن شکار کرنے کا حیلہ سوچا۔ اس نے قوم والوں سے چھپ کر ہفتے کو ایک مچھلی پکڑی اور اس کو لمبی رسی سے باندھ دیا۔ کنارے پر کیل ٹھونک کر رسی کو اس کیل سے باندھ دیا۔ پھر دوبارہ بندھی ہوئی مچھلی سمندر میں پھینک دی۔ یعنی اس نے اپنے طور پر ہفتے کے مقدس دن کو شکار نہیں کیا اور اتوار کے دن آ کر رسی سے بندھی ہوئی مچھلی کو پکڑ کر گھر

لے گیا اور پکا کر کھالیا۔

آہستہ آہستہ تمام لوگوں کو اس حیلے کی خبر مل گئی۔ انھوں نے بھی ایک دوسرے سے چوری چھپے اسی طرح ہفتے کو شکار کر کے اتوار کے دن پکڑ کر کھانا شروع کر دیا۔ چونکہ ہفتے کا دن عبادت کا دن تھا اس لیے کھلم کھلا اس شکار کو نہیں کیا جاتا تھا۔ زمانہ دراز تک اس حیلے اور بہانے کے ذریعے حرام کام کو حلال بنا کر مکر و فریب کا دھندہ چلایا جاتا رہا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اس حیلے پر اللہ کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں ہوئی تو انھوں نے ہفتے کے دن کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے علانیہ طور پر قبیح فعل کرنا شروع کر دیا۔ اب کھلم کھلا ہفتے کو شکار کیا جاتا اور بازاروں میں کاروبار بھی کیا جانے لگا۔ (تفسیر ابن کثیر، 160/1)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

''اس بدبخت قوم نے یہ حیلہ اختیار کیا تھا کہ وہ لوگ سمندر کے کنارے بڑی بڑی نالیاں کھودنے لگے۔ جب ہفتے کے دن کثیر تعداد میں مچھلیاں کنارے پر آئیں تو ان نالیوں اور گڑھوں میں بھی آجاتیں۔ اگلے دن ان کو پکڑ کر کھا لیا جاتا تھا۔ (فتح القدیر، 96/1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق:

''جب حرام کاموں کا ارتکاب عام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا عذابِ شدید نازل ہو گیا۔ اگلی صبح دوسرے لوگوں نے دیکھا، کہ ایلۃ بستی کا کوئی شخص نظر نہیں آرہا تھا۔ لوگوں نے اس بستی کے گھروں کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ

تمام بستی والوں کی شکلیں مسخ ہو چکی ہیں۔ آنکھوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ مرد بندر بن چکے ہیں اور عورتیں بندریاں بن چکی تھیں۔ (نعوذ باللہ)

(ابن کثیر 160/1)

مفسرین کے مطابق یہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو گئے تھے ان کے جسم اور شکل و صورت بندر کے تھے لیکن عقل انسانوں والی تھی۔

ایسا نہیں کہ آج کل پائے جانے والے بندر مسخ شدہ انسان ہیں۔ بلکہ بندروں کی نسل پہلے سے ہی موجود تھی۔ بس یہ اللہ کا سخت ترین اور دل دہلا دینے والا عذابِ شدید تھا۔

واقعی یہودیوں اور دھوکا بازوں کا یہی انجام ہونا چاہیے۔

(نهاية الظالمين، صفحه 100)

دنیا کے طلب گار واعظ کا انجام

عباسی خلیفہ المنصور ایک دن جامع مسجد میں کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ دورانِ خطبہ شدتِ جذبات سے رونے لگے۔ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہو گیا اور خلیفہ المنصور کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔

''اے خلیفہ! تم جن گناہوں سے لوگوں کو روکتے ہو پھر خود ان کا ارتکاب کرتے ہو۔ جن نیکیوں کا پرچار کرتے ہو کبھی خود ان نیکیوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ پہلے دین کو اپنے نفس پر قائم کرو پھر لوگوں کو سمجھانا۔''

المنصور نے تھوڑی دیر کو خطبہ روک دیا۔ واعظ کی باتوں پر تھوڑی توجہ کی پھر اپنے وزیر کو حکم دیا: ''اے عبدالجبار! اس واعظ کو گرفتار کرلیا جائے۔''

حکم کے مطابق واعظ کو سپاہیوں نے گرفتار کرلیا۔ المنصور نے خطبہ دیا۔ پھر نماز پڑھائی اور اپنے محل روانہ ہوگیا۔

وزیر کو بلا کر پوچھا: کہ ''اس واعظ کا کیا بنا؟''

خلیفہ نے بتایا: ''وہ شخص ہماری قید میں موجود ہے۔ آپ کے حکم کا انتظار کیا جارہا ہے۔''

خلیفہ نے کہا: ''مجھے اس کی باتوں میں بہت سچائی نظر آئی۔ اگر یہ شخص تمہارے انعامُ واکرام اور لالچ کو قبول کرلے تو سمجھنا کہ وہ دنیا کا طلب گار ہے اور اگر لالچ سے انکاری ہوتو پھر وہ واقعتاً نصیحت کرنے والا خیرخواہ ہے۔''

وزیر مملکت عبدالجبار واعظ کے پاس گیا۔ وہ قید خانے میں محبوس تھا۔ پوچھا ''تم نے بھری مسجد میں خلیفہ کے سامنے کھڑے ہوکر کیوں کلام کیا۔''

واعظ نے کہا: ''دراصل یہ میرا فریضہ تھا میں نے اللہ کے لیے نصیحت کو خلیفہ تک پہنچایا ہے۔''

وزیر نے شاہانہ دعوت کا اہتمام کیا اور واعظ کو کھانے کی دعوت دی۔ پہلے پہل تو واعظ نے انکار کیا۔ پھر اصرار کرنے پر ڈٹ کر کھایا اور مزے مزے سے انگلیاں چاٹتا رہا۔ اس کی نیت کو بھانپ کر وزیر نے واعظ کی خاطر مدارات شروع کردی۔ وہ کئی دن تک انتہائی لذیذ کھانے کھاتا رہا۔ کافی دنوں کے بعد وزیر دوبارہ ملنے آیا۔

کہا: ''امیرالمومنین المنصور بہت مصروف ہیں۔ انہوں نے تمھیں قید میں ڈال رکھا ہے۔ بھلا تم کب تک تنہائی کی زندگی گزارتے رہوگے۔ اگر تم اجازت

دو تو میں ایک خوبصورت لونڈی کا اہتمام کر دیتا ہوں۔ اس کی وجہ سے تمہارا دل لگا رہے گا اور جیل کی تنہائیوں میں گھبراہٹ بھی نہیں ہو گی۔''

واعظ نے یہ پیشکش بڑی خوش دلی سے قبول کر لی۔ اس کے بعد لونڈی بھی مل گئی۔ طرح طرح کے اشتہا انگیز کھانے آنے لگے۔ پھر نئے نئے لباس بھی مہیا ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد وزیر دوبارہ آیا اور کہنے لگا: ''لگتا ہے امیر المؤمنین تمھیں بھول گئے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ حکومتی عہدہ قبول کر لیں۔ یوں آپ خلیفہ کے قریبی ہو جائیں گے۔ پھر آپ لوگوں کو اچھائی کا حکم دے سکیں گے اور بُرائی سے روک سکیں گے۔

اس طرح واعظ کو حکومتی عہدہ بھی مل گیا۔ ایک ماہ بعد وزیر مملکت عبدالجبار خلیفہ کے پاس گیا اور عرض کی۔

''میں نے واعظ کو دنیاوی لالچوں کا گرویدہ کر دیا ہے۔ وہ خلیفہ کا کھانا کھاتا ہے اس کا دیا ہوا لباس زیب تن کرتا ہے اور خلیفہ کی عنایت کردہ نعمتوں کا پروردہ ہو چکا ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میں اس کی ملاقات آپ سے کروا دیتا ہوں۔''

خلیفہ نے ملاقات کی اجازت مرحمت کر دی۔

اس کے بعد چالاک وزیر اب اسی واعظ کے پاس گیا اور کہنے لگا:

''میں نے تمہاری ملاقات کا انتظام کر دیا ہے۔ میں نے خلیفہ کو بتایا ہے کہ تم اس کے اہم ترین عہدے دار بن چکے ہو۔ لہٰذا اب ملاقات کی تیاری کر لو۔''

واعظ نے عمدہ ترین لباس پہنا، کمر بند میں قیمتی خنجر لگایا، بالوں کو سنوارا اور دربارِ خلیفہ میں جا پہنچا۔ اور کہا:

’’السلام علیکم یا امیر المؤمنین‘‘۔

خلیفہ نے پوچھا: ’’کیا تم وہی آدمی تو نہیں جس نے مجھے بھری مسجد میں وعظ و نصیحت کی تھی ہمیں خوفِ خدا دلایا تھا اور بتایا تھا کہ میں قولُ و عمل میں متضاد شخص ہوں۔‘‘

واعظ نے کہا: ’’جی ہاں میں ہی وہ شخص ہوں۔‘‘

خلیفہ: ’’پھر تم نے وعظ و نصیحت کا میدان چھوڑ کر حکومتی عہدہ کیوں لیا؟‘‘

واعظ: ’’میں نے اپنے بارے میں خوب سوچا تھا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اب میں خود آپ کے ہمراہ کاروبارِ سلطنت سنبھالتا ہوں۔‘‘

خلیفہ: ’’بہت افسوس کی بات ہے۔ میں نے پہلے تمہیں حقیقی مصلح اور ناصح سمجھا تھا۔ سوچا تھا کہ تم اللہ کی رضا کے متلاشی ہو۔ اسی لیے میں نے معاف کیا تھا۔ آج معلوم ہوگیا ہے کہ تم صرف دنیاوی ساز و سامان اور عیش و عشرت کے طلب گار تھے۔ میں تمہیں سارے لوگوں کے لیے عبرت کا نمونہ بنا رہا ہوں تاکہ تمہارے بعد کوئی دوسرا کسی خلیفہ کو سرِعام ذلیل نہ کرے۔‘‘

پھر واعظ کی گردن اُڑانے کا حکم دے دیا گیا۔ **(الجلیس الصالح، 176/4)**

موت کا مقام

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اِذَا قَضَی اللّٰہُ بِعَبْدٍ اَنْ یَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَہٗ اِلَیْھَا حَاجَۃً

''جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی موت کی جگہ کا فیصلہ فرما لیتے ہیں تو اس شخص کو اس مقام کی طرف لانے کے لیے کوئی ضرورت پیدا کر دیتے ہیں''۔

(رواہ الترمذی: 2146)

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''موت کے مقام معین ہونے والی احادیث کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو ہمہ وقت موت کی تیاری کرنی چاہیے۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی کے ذریعے موت کے لیے بیدار رہنا چاہیے۔ حضر و سفر میں وصیت تیار رکھنی چاہیے۔ قرض لیا ہو تو ادا کرنے اور زیادتی کی ہو تو معافی مانگنے کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ انسان کو کچھ خبر نہیں اس کی موت کا وقت کب پورا ہوگا اور اس نے کہاں جا کر آخری سانس لینی ہے۔

یہ واقعہ کتبِ تفسیر میں بہت مشہور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی:

''اے اللہ کے نبی علیہ السلام! مجھے ہندوستان کی سرزمین میں ضروری کام سے جانا ہے۔ آپ علیہ السلام براہِ مہربانی ہوا کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے اُٹھا کر فوراً ہندوستان پہنچا دے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت کی طرف دیکھا کہ وہ ایک طرف کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: ''اے موت کے فرشتے تم کیوں مسکرا رہے ہو؟''

ملک الموت نے کہا: ''مجھے حکم ملا تھا کہ میں اس شخص کی روح کو ارضِ ہند جا کر قبض کروں لیکن یہ اس وقت تو آپ علیہ السلام کے دربار میں کھڑا تھا۔ میں اسی لیے مسکرایا کہ یہ شخص خود ہی آپ علیہ السلام سے درخواست کر رہا ہے کہ مجھے ارضِ ہند

پہنچا دو۔''

روایت کے مطابق جب ہوا نے اس شخص کو ارضِ ہند پہنچایا تو اس نے دیکھا کہ ملک الموت اس کے انتظار میں موجود ہے۔ اسی جگہ اس کی روح قبض کر لی گئی۔ (المغنی عن مجالس السوء : 269)

کافر کو قبر میں مسلسل عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ نیک و صالح آدمی اپنی قبر میں بیٹھتا ہے تو اس کو کوئی گھبراہٹ یا خوف لاحق نہیں ہوتا۔ پھر اس نیک شخص سے سوال کیا جاتا ہے۔

فرشتہ: تمہارا دین کیا تھا؟

میت: میں دین اسلام کا پیروکار تھا۔

فرشتہ: تم اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

میت: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے واضح ہدایات لے کر آئے تھے۔ ہم نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔

فرشتہ: کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟

میت: کوئی شخص بھی اللہ کو دیکھ نہیں سکتا۔

فرشتے اس نیک و صالح آدمی کی قبر میں جہنم کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دیں گے۔ جہنم کی ہولناک آگ ایک دوسرے کو کھا رہی ہوگی۔

فرشتہ: اس منظر کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ پھر جنت کی طرف سے جھروکا کھول دیا جائے گا۔ یہ شخص جنت کی نعمتوں

اور باغات کو دیکھے گا۔ اب فرشتے کہیں گے۔ یہ جنت تیرا آخری ٹھکانہ ہوگی۔ تم ایمان و یقین رکھتے تھے تم اس یقین پر موت سے ہمکنار ہوئے۔ ان شاء اللہ اسی طرح حالتِ ایمان پر اُٹھائے جاؤ گے۔

مومن کے برعکس جب ایک کافر شخص کو قبر میں اٹھایا جائے گا تو سخت گھبراہٹ اور خوف میں مبتلا ہوگا۔

فرشتہ: تمہارا دین کون سا تھا؟

کافر: مجھے معلوم نہیں۔

فرشتہ: تم اس نبی (ﷺ) کو جانتے ہو؟

کافر: میں نے لوگوں سے سنا تھا، لوگ جو باتیں کرتے تھے میں بھی کرتا تھا میں اس نبی ﷺ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔

فرشتہ: تم کو اب جنت دکھائی جارہی ہے۔ کافر جنت کی نعمتوں اور رعنائیوں کو دیکھے گا۔ فرشتے بتائیں گے کہ یہ جنت ہے تم اس سے محروم ہو گئے ہو۔

پھر جہنم کی طرف سے کھڑکی کھول دی جائے گی۔ آتشِ جہنم تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ موجود ہوگی۔

فرشتہ: یہ جہنم ہی تیرا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے۔ تم نے ساری زندگی شکوک و شبہات میں گزاری۔ اس غیر یقینی کی حالت میں مر گئے تھے اور تم اسی کفر و اضطراب کی حالت میں اُٹھائے جاؤ گے۔

(پھر کافر قبر میں عذابِ مسلسل سے دوچار رہے گا۔"

(ابن ماجه : حديث نمبر 4268 المغنی عن مجالس السوء، ص 180)

سب سے بڑا فتنہ عورتوں کا ہوگا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِىْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

''میرے بعد مردوں پر سب سے بڑا فتنہ عورتوں کا ہوگا۔''

(بخاری، حدیث نمبر5096)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک دنیا بڑی میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا کا مالک بنا دے گا تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ سو تم دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے ڈرتے رہنا، بے شک بنی اسرائیل کا اولین فتنہ عورت ہی تھی۔'' (مسلم، حدیث نمبر99)

درج ذیل واقعہ ''التبصرۃ'' میں منقول ہے۔

گانوں اور موسیقی کا بُرا انجام

ایک بہت بڑا عبادت گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھا۔ وہ بڑی محنت و ریاضت سے نوافل و تہجد ادا کرتا حتیٰ کہ اس بزرگ کے پاؤں سُوج جاتے۔

اتفاق سے اس نے ایک لونڈی خرید لی۔ یہ لونڈی گانے بجانے کی بڑی ماہر تھی۔ (بزرگ کو لونڈی کی اس مہارت کا علم نہ تھا) ایک دن وہ اپنے گوشۂ خاص میں محوِ عبادت تھا۔ لونڈی نے اونچی لَے میں گانا شروع کر دیا۔

بزرگ عبادت گزار کی عقل و شعور گانے کے الفاظ میں مگن ہو گئے۔ اب

لونڈی کہنے لگی: ”اے مالک! تم نے ساری جوانی ضائع کردی۔ ساری عمر کسی لذتِ عیش سے واسطہ نہیں رکھا۔ اگر تم مجھ سے ذرا لطف اندوز ہو جاؤ تو کچھ بُرائی کی بات نہیں ہے۔“

اب وہ عبادت گزار دن رات لونڈی کے گانوں اور موسیقی میں مشغول رہنے لگا (آپ غور کیجئے کہ گانوں اور عورتوں کا فتنہ کس قدر سخت ہوتا ہے۔ بڑے بڑے عقل مند اور دانا و بینا بزرگ بھی ان فتنوں سے دور نہیں رہ سکتے۔ آج کل کے نوجوان کیا، طوفانِ موسیقی اور فلموں کی یلغار کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟؟ کبھی نہیں...... والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولادوں کو گندی وفحش فلموں اور موسیقی سے دور رکھیں۔)

اس بزرگ کے حالات کا علم اس کے اسلامی بھائی کو ہوا۔ ایک بھائی نے خط لکھا اور اس عبادت گزار کو کچھ پند ونصائح کئے جو پیشِ خدمت ہیں۔

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ پیغام ایک شفقت کرنے والے ناصح کی طرف سے ہے۔ یہ پیغام اس شخص کے لیے ہے جس کے دل سے ذکرِ خدا کی مٹھاس اور قرأتِ قرآن کی لذت چھن گئی ہے۔ مجھے علم ہوا ہے کہ تو نے ایک گانے والی خرید لی ہے اور آخرت کی نعمتوں کو فروخت کردیا ہے۔ تم نے قرآن کو گانوں کے بدلے بیچ دیا ہے۔ میں تم کو اس موت سے ڈرا رہا ہوں جو لذتوں کو توڑنے اور خواہشات کو مٹا دینے والی ہے۔ میں تم کو قیامت کے دن سے ڈرا رہا ہوں جب تمام قومیں بادشاہِ حقیقی کے سامنے سرنگوں ہوں گی۔“

جب سابقہ عبادت گزار کو خط ملا تو وہ اپنی مجلس لہولعب سجائے بیٹھا تھا۔ خط پڑھ کر فوراً اُٹھا توبہ کی اور دوبارہ اپنی عبادات اور ذکر وفکر میں مشغول ہو گیا۔

آخری عمر تک یہی دستورِ نیکی برقرار رہا۔

اس واقعے سے ہمیں یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ ہم کسی کو بُرائی اور گناہوں میں مبتلا دیکھ کر اسے نصیحت کرنا نہ چھوڑیں۔

کیونکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے: "الدین النصیحة" دین تو خیرخواہی کا نام ہے۔

(المغني عن مجالس: 284)

دُنیا کی ہوس کا عبرتناک نقصان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ اثرانگیز سوالات کیے گئے جو ہمارے لیے پند و نصائح رکھتے ہیں۔

سائل: اے اللہ کے نبی علیہ السلام! مال و دولت کا کیا فائدہ ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: مال و دولت میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے۔

سائل: اے رسولِ خدا علیہ السلام! آخر کیوں کوئی فائدہ نہیں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: کیونکہ اکثر و بیشتر مال کو ناجائز طور پر جمع کیا جاتا ہے۔

سائل: اگر ہم مال و دولت کو حلال ذریعے سے جمع کریں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: پھر بھی نقصان ہے کیونکہ مالدار، دولت کا حق ادا نہیں کرتے۔

سائل: اگر ہم حق ادا کرنے لگ جائیں تو؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: پھر بھی مالدار لوگوں میں کم از کم تکبر و ریاکاری ضرور آجاتا ہے۔

سائل: اگر کوئی مالدار ان اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہے تو؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن حساب

وکتاب بھی زیادہ دینا پڑے گا۔

کم از کم یہ نقصان تو ہوگا!!! (مواردالظمآن : 505/3)

قول وفعل میں تضاد رکھنے والے کا انجام

قول وفعل میں تضاد رکھنے والے علماءِ سو، جنت کے دروازوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اپنی تقریروں کے ذریعے جنت کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے عملوں سے جہنم کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں۔ ان علماءِ سوء کے اقوال زبانِ حال سے کہتے ہیں: آؤ جنت کی طرف اور ان کے افعال کہتے ہیں کہ ''ان کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ جنت کی دعوت محض خام خیالی ہے۔ اصل چیز تو دنیا کی دولت و ہوس ہے۔

ایسے علماءِ سو بظاہر راہِ نما ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں راہ زن ہوتے ہیں۔

منصور بن ذاذان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''جہنم میں ایک ایسے شخص کو پھینکا جائے گا جس کی بدبو کی وجہ سے دوسرے جہنمی بھی تنگ آجائیں گے۔''

بالآخر عاجز آکر جہنمی پوچھیں گے :

''تیرے لیے ہلاکت و بربادی ہو، تم کون سا گناہ کرتے تھے؟ ہم پہلے ہی عذاب ہولناک میں مبتلا ہیں اوپر سے تیری بدبو ناقابل برداشت ہے۔''

وہ بدبخت جہنمی کہے گا :

''میں عالم دین تھا مگر میں نے اپنے عمل سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔'' (یعنی خود دین کے احکامات پر عمل نہیں کرتا)

(الحدائق: 534/1 المغنی عن مجالس، جلد ثانی، ص173)

ظالم حکمرانوں کی پکڑ

حضرت امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البدایة والنهایة" میں رقم کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک حج کے موسم میں بیت اللہ کا قصد کیا۔ جب خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے خلقِ کثیر کو میدانِ عرفات میں جمع دیکھا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا: 'تم دیکھ رہے ہو کہ یہاں پر لاتعداد مخلوقِ خدا جمع ہے۔ ان تمام لوگوں کا رزق صرف خدا کی ذات ہی پورا کر سکتی ہے۔'

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "امیر المؤمنین، یہ تمام لوگ آج تمہاری رعیت میں موجود ہیں۔ کل قیامت کے دن سب لوگ تمہارے خلاف کھڑے ہوں گے۔"

خلیفہ سلیمان یہ بات سن کر زار و قطار رونے لگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی دُعا کرنے لگا۔

عطاء بن سائب سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں خلیفہ سلیمان کے ساتھ جا رہے تھے۔ آسمان سے زور کا مینہ برسنے لگا۔ شدید کڑک اور آندھی چلنے لگی۔ تمام قافلے والے گھبرانے لگے۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مطلق نہ گھبرائے بلکہ ہنس دیئے۔

خلیفہ سلیمان نے دریافت کیا: "ہم سب مصیبت میں مبتلا ہیں اور تم مسکرا رہے ہو۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے امیر المومنین، بارش تو رحمت

کا نمونہ ہوتی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہو کہ رحمت میں بھی کتنی سختیاں ہیں۔ آپ خود ہی سوچیں کہ اللہ کے غضب اور ناراضگی میں کس قدر سختیاں ہوں گی۔''

(البدایۃ والنہایۃ : 187/9)

ناشکری کا انجام

درج ذیل واقعہ بالکل حقیقی ہے۔ اس کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ واقعہ نبی آخرالزماں ﷺ نے خود بیان کیا ہے۔ اس واقعے کا مرکزی مضمون حضرتِ انسان کا ناشکراپن ہے۔ اللہ تعالیٰ جو نعمتیں دیتا ہے وہ ناشکری کی وجہ سے چھین بھی لیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین افراد کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ ان میں سے ایک کوڑھی تھا دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کے امتحان کا ارادہ کرلیا۔

ایک فرشتہ اَبرص (کوڑھی) کے پاس آیا۔ پوچھا: ''تمہیں دنیا میں سب سے اچھی کون سی چیز لگتی ہے؟''

کوڑھی نے کہا: ''اچھا خوبصورت رنگ اور اچھی جلد، کیونکہ کوڑھ کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔''

فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور سارا کوڑھ جاتا رہا۔ اس مریض کو خوبصورت رنگت مل گئی اور اچھی جلد بھی مل گئی۔

فرشتے نے دوبارہ سوال کیا: اللہ تعالیٰ کی کائنات میں کون سا مال تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے؟

سابقہ کوڑھی نے کہا: ''اونٹ۔ مجھے سب سے زیادہ اونٹوں سے محبت ہے۔''
چنانچہ اس کو ایک قریب الولادت حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور ساتھ ہی فرشتے نے برکت کی دُعا بھی کردی۔
اب فرشتہ دوسرے شخص (جو گنجا تھا) کے پاس آ گیا۔
پوچھا: ''کیا چاہتے ہو؟''
گنجے نے کہا: ''خوبصورت بال درکار ہیں۔ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔''
فرشتے نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ گنجان پن جاتا رہا۔ سنہری خوبصورت بال مل گئے۔ مال و دولت کی بات آئی تو سابقہ گنجے نے گائے طلب کی۔ فرشتے نے حاملہ گائے عطا کردی اور ساتھ ہی برکت کی دُعا بھی دیدی۔
اب فرشتہ اندھے کے پاس آ پہنچا۔
پوچھا: ''تم سب سے زیادہ کس چیز سے محبت کرتے ہو؟''
اندھے نے کہا: ''اندھا دو آنکھوں کے علاوہ اور کیا مانگ سکتا ہے؟؟ مجھے آنکھیں مل جائیں یہی میری خواہش ہے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔''
فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ مال و دولت میں سابقہ اندھے نے بکریوں کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس کو بکری اور ساتھ میں نومولود بچہ بھی مل گیا۔
آہستہ آہستہ خیر و برکت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایک دور آیا کہ تینوں کے پاس اپنے اپنے پسندیدہ جانوروں کے ریوڑ بن گئے اور وادیاں بھر گئیں۔
ایک دفعہ پھر وہی فرشتہ دوبارہ سابقہ کوڑھی کے پاس آیا۔ اب فرشتے نے اپنا

بھیس بدلا ہوا تھا۔ بلکہ وہ خود ایک کوڑھی بن کر حاضر ہوا تھا۔ آتے ہی کہنے لگا ''میں، ایک مسکین بندہ ہوں۔ طویل سفر کی وجہ سے مال ومتاع جاتا رہا۔ آج اللہ کے علاوہ بس تمہارا آسرا ہے۔ میں تم سے اسی اللہ کے نام پر مانگتا ہوں۔ جس نے تم کو کوڑھ کی بیماری سے نجات دی تھی۔ آپ مجھے صرف ایک اونٹ دے دو۔''

سابقہ کوڑھی نے کہا: ''بھائی مجھ پر بہت ذمہ داریاں ہیں۔ فی الحال میں تمہیں اونٹ نہیں دے سکتا۔''

فرشتے نے کہا: ''میں تمہیں جانتا ہوں کیا تم کوڑھی نہ تھے، کیا تم سے لوگ نفرت نہیں کرتے تھے، کیا تم فقیر نہ تھے، اب جب کہ اللہ نے تم کو امیر بنا دیا ہے تو تم بخیل بن گئے ہو؟''

سابقہ کوڑھی نے کہا: ''میں تو نسلوں سے امیر ہوں۔ یہ مال و دولت جدی پشتی سے میرے پاس ہے۔''

فرشتے نے کہا: ''اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تمہیں ویسا ہی بنا دے جیسا کہ تو تھا۔''

اب فرشتہ سابقہ گنجے کے پاس گیا، اس سے بھی وہی کچھ مانگا جو کوڑھی سے مانگا تھا۔ اس امیر وکبیر سابقہ گنجے نے وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔

اب فرشتہ آخری شخص کے پاس اندھا بن کر گیا۔ اور کہا: ''میں مسکین آدمی ہوں، زادِراہ ختم ہو چکا ہے، جس رب نے تمہیں آنکھیں دی ہیں اسی کے نام پر میری مدد کرو۔''

سابقہ اندھے نے کہا: ''واقعی میں نابینا تھا، اللہ نے مجھے آنکھوں کا نور دیا ہے۔ فقیر تھا اب مجھے غنی کر دیا ہے تو جو چاہتا ہے لے جا۔

فرشتے نے کہا:

''اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو، میں صرف آزمائش کے لیے آیا تھا۔ اللہ تم سے راضی ہو گیا ہے۔ اور دوسرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔''

(اخرجة البخاری، 3464 المغنی عن مجالس السواء، جلد اوّل، ص 210)

اللہ مجھے تم سے بچائے

حضرت محمد بن عزیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

جب امامِ عادل عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو اُنھوں نے ناجائز قیدیوں اور مظلوموں کو جیل سے آزاد کرنے کا حکم دیا۔ میں جیل گیا اور تمام مظلوموں کو رہا کر دیا۔ اس جیل میں حجاج بن یوسف کا کاتب یزید بن ابومسلم بھی موجود تھا۔ وہ ظالم حکمران کا ساتھی تھا۔ میں نے اس کو جیل میں سڑنے دیا۔ لیکن اس کو مجھ پر غصہ آ گیا اور مجھ پر بغض و عناد رکھنے لگا۔ اس نے مجھے قتل کرنے کی نذر مان لی۔

کچھ عرصے بعد میں افریقہ چلا گیا۔ اتنے میں عادل حکمران حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے۔ یزید بن ابومسلم جیل سے رہا ہو گیا اور مجھے تلاش کرنے لگا۔ ایک دن وہ میرے بارے میں باخبر ہو گیا اور میرا پیچھا کر کے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔ جب وہ مجھ سے ملنے آیا تو کہنے لگا:

''میں بڑے عرصے سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہا ہوں کہ تم میری گرفت میں آ جاؤ۔''

میں نے کہا: ''میں بھی خدا کی قسم! بڑے عرصے سے دُعا مانگتا رہا ہوں کہ اللہ مجھے تم سے بچائے۔''

یزید کہنے لگا: ''آج میں نے تم کو پکڑ لیا ہے، آج میں تم کو ضرور قتل کردوں گا۔ آج اگر ملک الموت بھی تمہاری روح قبض کرنا چاہے تو پہلے میں تم کو ماردوں گا۔''

پھر ایک زنجیر سے میرے ہاتھوں کو باندھ دیا۔ ایک سپاہی تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا کہ ابھی گردن اُڑا دے گا۔ اتنے میں اذان ہونے لگی۔

یزید بن ابو مسلم نے کہا: ''ذرا ٹھہرو اس کو ابھی قتل نہ کرو۔ پہلے میں نماز پڑھ کر آتا ہوں، پھر آ کر قتل کروں گا۔''

اتنے میں وہ نماز پڑھنے باہر چلا گیا۔ جب وہ اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہا تھا تو دوسرے گروہ نے حملہ کر دیا۔ تلوار بازی شروع ہوگئی۔ اسی حملے میں یزید بھی مارا گیا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور میرے ہاتھ کھول دیئے۔ الحمدللہ! میں صحیح سالم واپس گھر آ گیا۔

واقعی ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

(المعنی عن مجالس السواء : ص 128)

سب سے پہلے جہنم میں جانے والے لوگ

نمود و نمائش کا عبرت ناک انجام دیکھنا ہو تو زیرِ نظر واقعہ ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ یہ واقعہ حقیقتِ حال ہے اور ریاکاروں کا ہولناک انجام۔

محدّث شفّی الاصبحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ میں داخل ہوا تو مسجدِ نبوی میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے گرد جمِ غفیر دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جلیل القدر صحابی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں بھی اسی محفل درس میں جا بیٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مختلف احادیث بیان فرماتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے درس کا سلسلہ روکا

تو مجمع چھٹ گیا۔

تنہائی ملنے پر میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ مجھے وہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنایئے جو آپ رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور یاد بھی کیا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جی ہاں میں آپ کو وہ حدیث سناؤں گا جو میں نے واقعتاً بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور مجھے بعینہٖ یاد بھی ہے۔

پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے افسوسناک لہجے میں آہ بھری اور گویا ہوئے۔

''میں نے یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سنی تھی جب گھر میں میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہ تھا۔''

پھر دوبارہ افسوس اور غم واندوہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر فرمایا:

''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ محشر تمام قومیں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مخلوق میں فیصلہ کرنے کے لیے نازل ہوگا۔ سب سے پہلا شخص جو حساب وکتاب کے لیے حاضر ہوگا وہ حافظِ قرآن ہوگا۔ پھر شہید فی سبیل اللہ آئے گا اور تیسرے نمبر پر مالدار شخص آئے گا۔

اللہ رب العزت قاریٔ قرآن کو فرمائیں گے: ''کیا میں نے تمہیں قرآنِ کریم کا علم نہ دیا تھا؟؟''

قاریٔ قرآن کہے گا: اے میرے رب واقعی مجھے قرآن کا علم ملا تھا۔''

اللہ رب العزت: پھر تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟''

قاریٔ قرآن کہے گا: اے اللہ میں شب و روز قرآن کریم کی تلاوت کرتا

تھا، قیام الیل میں قرآن پڑھتا تھا۔‘‘

اللہ رب العزت فرمائیں گے: ’’تو جھوٹ بولتا ہے۔‘‘

فرشتے بھی کہیں گے: ’’اے قاریٔ قرآن تو جھوٹ بولتا ہے۔‘‘

اللہ رب العزت فرمائیں گے ’’بلکہ تم نے قرآن کا علم اس لیے حاصل کیا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ تیری ناموری اور شہرت ہو یہ سب کچھ تجھے مل گیا۔‘‘

اب مالدار کو لایا جائے گا۔

’’اے مالدار! کیا میں نے تجھے وسیع و عریض دولت نہیں دی؟؟ تم دنیا میں کسی کے محتاج نہ تھے۔‘‘

مالدار کہے گا: ’’جی ہاں! میرے رب، میں واقعی مالدار تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ’’پھر تو نے میرے مال کے ساتھ کیا کیا؟

مالدار کہے گا ’’اے اللہ میں رشتے داروں کو نوازتا تھا، تیری راہ میں صدقہ و خیرات کیا کرتا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ’’تو جھوٹ بولتا ہے۔‘‘

اسی طرح فرشتے بھی مالدار کو جھٹلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ’’تو میری راہ میں صدقہ و خیرات اس لیے کرتا تھا تاکہ لوگ تجھے سخی اور نوازنے والا کہیں۔ تو صرف ریاکاری اور شہرت چاہتا تھا۔ سو تجھے یہ شہرت مل گئی۔‘‘

اب اس مجاہد کو لایا جائے گا جو فی سبیل اللہ شہید ہو گیا تھا۔

اللہ رب العزت فرمائیں گے: ’’تو نے کس مقصد کے کی خاطر جان دی؟‘‘

شہید کہے گا: اے اللہ! تو نے حکمِ جہاد دیا تھا، میں جہاد کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے جان دیدی۔''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''تو جھوٹ بول رہا ہے۔''

فرشتے بھی اس شہید کو جھوٹا قرار دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو صرف اس لیے جہاد کرتا تھا تاکہ تجھے بہادر اور جانباز کہا جائے۔ تجھے ناموری اور شہرت دنیا میں مل گئی تھی۔''

اس قدر حدیث بیان کر کے رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

''اے ابوہریرہ! یہ تینوں افراد وہ ہوں گے جن کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ جہنم رسید کریں گے۔'' (استغفر اللہ)

گویا جہنم کو انہی افراد کے ساتھ بڑھکایا جائے گا۔ محدّث شفی رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں:

''میں نے یہ فرمانِ نبوی ﷺ ایک بار حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث سنی تو زار وقطار رونے لگ گئے۔ پھر گویا ہوئے، جب حافظ قرآن، سخی اور شہید کے ساتھ یہ حال ہوگا تو دوسرے گناہ گاروں کا کیا بنے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو روتے روتے غشی طاری ہوگئی۔ میں سمجھا کہ شاید قضا آ گئی ہے۔ پھر افاقہ ہوا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ رب العزت نے سچ فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ

فِیۡهَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡهَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ○ (ھود: 15-16)

''جو شخص دنیا کی نیکی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کو ان کے کل اعمال کا (بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے یہاں کمایا وہاں سب ضائع جائے گا۔ اور جو کچھ اعمال تھے سب برباد ہو جائیں گے۔''

(رواه الترمذی، کتاب الزھد، حدیث نمبر 2382 المغنی عن مجالس، اوّل، ص 194)

گناہوں کا اندوہناک انجام

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''لوگو! تم اللہ کے اس فرمانِ ذی شان سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَهَا وَ هُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ○ (سورۃ الانعام 160)

''جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کو دس گنا زیادہ اجر ملے گا اور جو شخص گناہ لے کر آئے گا تو اس کو اس گناہ کی مانند سزا ملے گی۔''

لوگ اس آیتِ رحمت کو سن کر غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں۔ گناہ چاہے ایک کیوں نہ ہو اس کے پیچھے دس بُرائیاں لگی ہوتی ہیں۔

یہ مذموم بُرائیاں درج ذیل ہیں:

1۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے

سزا دینے پر قادر ہے۔

2۔ گناہ گار ابلیس ملعون کو خوش کرنے کا سبب بنتا ہے۔

3۔ گناہ گار حالت گناہ میں جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

4۔ اور جہنم کے قریب ہو جاتا ہے۔

5۔ وہ گناہ گار اپنی جان کو اذیت پہنچاتا ہے۔

6۔ گناہ کرنے سے پہلے یہ جان و روح پاک تھی اب ناپاک ہو گئی ہے۔

7۔ اس گناہ گار نے محافظ فرشتوں کو بھی تکلیف دی ہے۔

8۔ اور فرشتوں کے ساتھ ساتھ ساری کائنات کو گواہ بنا لیا ہے۔

9۔ اور رب العالمین کی نافرمانی کر کے خیانت کا مرتکب ہوا ہے۔

(بحر الدموع ، صفحه 42 المغنی عن مجالس، جلد اوّل، صفحه 39)

☆☆☆

اللہ کا محبوب بننے کا طریقہ

آدمی اللہ کا محبوب کیسے بنتا ہے؟
اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے منفرد کتاب

مؤلف/
الشیخ محمد اکرم الحسینی حفظہ اللہ
مترجم/
مولانا محبوب الرحمان صاحب